ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
26
www.tanzeem.org
9 تا 15 شوال المکرّم 1438ھ / 4 تا 10 جولائی 2017ء

سنت اللہ کے نتائج

اسلام انسانی قلب کو اس جانب متوجہ کرتا ہے کہ وہ معاشروں میں رونما ہونے والی حقیقی تبدیلیوں کے عوامل کا بچشم بصیرت جائزہ لے اور اپنی شعوری صلاحیتوں سے ان کے اسباب و نتائج پر غور کرے اور ان تاریخی مثالوں کا جائزہ لے جن میں اللہ کی سنت پوری ہوئی ہے اور اللہ نے مومنین کو تمکّن عطا فرمایا ہے اور کافروں، سرکشوں اور مفسدین کو تباہ فرما دیا ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ کی دائمی اور ناقابلِ تغیر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے، جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں، مگر ان نتائج کے اظہار میں افراد انسانی کی عمریں پیمانہ نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے، لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اور باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آ جاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بوتا نہیں ہوتا۔

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حال کو نہ بدلے۔'' (الرعد: 11)

اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو برداشت کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ فرمان نبوتؐ ہے۔

''جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔'' (حاکم)

محمد قطبؒ

اس شمارے میں

بدل دے یارب! بدل دے

یوم الفرقان: مسلمانوں کے لیے عظیم سبق

مطالعۂ کلامِ اقبال

عالم اسلام کی موجودہ صورتحال اور مستقبل

گرم ہے پھر جنگ اقتدار......

ہمارا میڈیا اور اشتہاری کمپنیاں

اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (761)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 29 تا 35

فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ ؕ قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ
الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا
دُمۡتُ حَیًّا ﴿۪ۖ۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ
اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِکَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ ۚ قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ مَا
کَانَ لِلّٰہِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿ؕ۳۵﴾

آیت ۲۹ ﴿فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ ؕ قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾﴾ ’’تو اُس نے اس (بچے) کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گود میں پڑا بچہ ہے!‘‘

آیت ۳۰ ﴿قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾﴾ ’’اُس (بچے) نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں‘ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔‘‘

آیت ۳۱ ﴿وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾﴾ ’’اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں گا‘ اور مجھے اُس نے تاکید کی ہے نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں۔‘‘

آیت ۳۲ ﴿وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾﴾ ’’اور (اُس نے مجھے بنایا) بھلائی کرنے والا اپنی والدہ کے ساتھ‘ اور اُس نے مجھے تُند خو بدبخت نہیں بنایا۔‘‘

آیت ۳۳ ﴿وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾﴾ ’’اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں جنا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔‘‘

آیت ۳۴ ﴿ذٰلِکَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ ۚ قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ ﴿۳۴﴾﴾ ’’یہ ہیں عیسیٰؑ ابن مریم! یہ ہے حق کی بات‘ جس کے بارے میں یہ لوگ شک کرتے ہیں۔‘‘

آیت ۳۵ ﴿مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۳۵﴾﴾ ’’اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے‘ وہ (اس سے) پاک ہے۔ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا‘ تو وہ ہو جاتا ہے۔‘‘

فرمانِ نبویؐ

استغفار کی برکتیں

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنۡ لَزِمَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ کُلِّ ضِیۡقٍ مَّخۡرَجًا وَّمِنۡ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّ رَزَقَہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ)) (رواہ ابوداوٗد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص ہمیشہ استغفار (اللہ سے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا) کرتا رہے، اللہ ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ اس پر کھول دے گا اور ہر غم وفکر سے اسے نجات بخشے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔‘‘

تشریح: ’’استغفار‘‘ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اس گناہ کو بالکل ترک کر دے جس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہا ہے۔ پورے شعور اور عاجزی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے۔ اس سے ہر قسم کی تنگی اور مصیبت سے نکلنے کی راہ پیدا ہو گی۔ یعنی دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوگا۔

حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے چار آدمی حاضر ہوئے۔ ایک نے قحط سالی کی شکایت کی۔ دوسرے نے اپنی تنگدستی اور محتاجی کا شکوہ کیا۔ تیسرے نے کہا، حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ چوتھے نے عرض کیا، میرا باغ سوکھ گیا ہے۔ آپؒ نے ہر ایک سے کہا کہ ’’اللہ سے استغفار کرو۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بدل دے یارب! بدل دے

عالمی سطح پر بچھائی جانے والی بساط اب ایک نقش کی صورت میں دیوار پر اُبھر رہی ہے۔ امریکہ کی جارحانہ پالیسی کا جواب چین نے انتہائی معصومانہ اور غیر جارحانہ انداز میں ون روڈ ون بیلٹ کے منصوبہ پر کام کے آغاز سے دیا ہے۔ ظاہری طور پر یہ ایک اقتصادی منصوبہ ہے اور یقیناً یہ اقتصادی منصوبہ ہے لیکن امریکہ اور اس کے حلیف یہ سمجھ چکے ہیں کہ اس منصوبے کی کامیابی کے نتائج صرف اقتصادی صورت میں سامنے نہیں آئیں گے بلکہ یہ ممالک بالآخر سیاسی قربت بلکہ اتحاد اور عسکری قوت میں اضافے اور عسکری و دفاعی اتحاد کی طرف بڑھیں گے۔ یہ سیاسی، عسکری اور دفاعی اتحاد اگر ون روڈ ون بیلٹ منصوبے سے منسلک ہونے والے تمام ممالک کے درمیان نہ ہو سکا تو اس منصوبے میں بہت سرگرمی سے حصہ لینے والے بعض ممالک مثلاً چین، روس، پاکستان اور وسطی ایشیا کے اکثر ممالک تو یقیناً ہر سطح پر ایک دوسرے کے بہت قریب آ جائیں گے اور یہ ڈویلپمنٹ امریکہ کی عالمی شہنشاہیت کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ یورپ بحیثیت مجموعی امریکہ سے خوش نہیں لیکن بہت سے دوسرے خطرات سے بچنے کے لیے امریکی سرپرستی کو ناگزیر بھی سمجھتا ہے۔ ماضی قریب میں یورپ میں ہونے والے پے درپے واقعات بھی یورپ کو امریکہ سے جڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔ بعض مستند اطلاعات کے مطابق دہشت گردی کے ان واقعات میں اسرائیلی ہاتھ ملوث ہے تاکہ یورپ میں امریکی تسلط سے مکمل طور پر آزاد ہونے کا نظریہ پنپ ہی نہ سکے۔ امریکہ اکیسویں صدی میں بھی دنیا پر اپنی برتری قائم و دائم رکھنے کے لیے بھارت، جاپان، جنوبی کوریا اور عرب دنیا کی حمایت سے ایک گروپ تشکیل دے چکا ہے۔ وہ چین کے ون روڈ ون بیلٹ کو ناکامی سے دوچار کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان اس چینی منصوبے کا انتہائی اہم پارٹنر ہے لیکن بدقسمتی سے سیاسی عدم استحکام اور معاشی لحاظ سے تباہی کے کنارے پہ کھڑا یہ ملک کسی بیرونی پریشر کو resist کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ پھر یہ کہ اس پر اسلامی مملکت ہونے کی تہمت بھی ہے۔ حال ہی میں بھارتی وزیراعظم کے دورۂ امریکہ کے دوران جو معاملات باہمی طور پر طے ہوئے ہیں اور اسلحہ کی جو ڈیل ہوئی ہے اس سے واضح طور پر نظر آتا ہے کہ پاکستان اولین ہدف ہے جسے نقصان پہنچانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ یہ ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش ہوگی۔ ایک یہ کہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے یا اسے تباہی سے دوچار کرنے سے سی پیک ہی نہیں ون روڈ ون بیلٹ کا منصوبہ بھی بری طرح متاثر ہوگا۔ دوسرا یہ کہ ایک اسلامی ملک جو ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے اور اسرائیل اس سے خطرہ محسوس کرتا ہے لہٰذا اسرائیل کو محفوظ بنانے کے لیے پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے ضروری ہیں۔ مودی کے دورۂ امریکہ کے دوران امریکہ اور ٹرمپ نے بھارت کو افغانستان میں مداخلت کی کھلم کھلا دعوت دی ہے۔ ظاہر ہے اس سے پاکستان کے لیے بہت مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ افغانستان میں اشرف غنی کی حکومت بری طرح ناکام ہوئی ہے، وہ بھی اپنی ناکامیوں کا ملبہ پاکستان پر ڈال رہا ہے اور افغانستان میں حالات کے بگاڑ کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہراتا ہے۔ پاکستان کی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس کے چین کے سوا کسی ہمسایہ ملک سے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ بھارت اور افغانستان کے علاوہ ایران سعودی عرب باہمی کشمکش نے ہمیں ایران سے دور کر دیا ہے۔ اب ایران بھی ہمارے دشمنوں کی صف میں کھڑا نظر آتا ہے۔ پھر سعودی عرب اور قطر میں جو کشیدگی پیدا ہوئی ہے اور اس میں قریباً سارا عرب سعودی عرب کے ساتھ کھڑا نظر آتا ہے، اس نے پاکستان کو شدید مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔ پاکستان غیر جانبدار رہنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن سعودی عرب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 شوال 1438ھ جلد 26
4 تا 10 جولائی 2017ء شمارہ 26

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جو ہمارا پرانا محسن ہے، علاوہ ازیں اس نے ہمارے حکمرانوں کو خوب نوازا بھی ہے ہماری غیر جانبداری پر خاصا برہم دکھائی دیتا ہے۔ روس ہمارے قریب آیا ہے لیکن وہ بھارت کو ایک حد سے زیادہ ناراض نہیں کر سکتا، لہٰذا پاکستان روس تعلقات میں ابھی گرم جوشی پیدا نہیں ہوئی۔ چین خطے اور دنیا کا واحد ملک ہے جو اعلانیہ طور پر ہماری پشت پر کھڑا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا چین پاکستان کی خاطر دنیا سے ٹکر لینا afford کر سکتا ہے؟ خاص طور پر اس حالت میں کہ اندرون ملک سیاست دان بری طرح گتھم گتھا ہیں، معاشی لحاظ سے پاکستان دیوالیہ ہونے کے قریب ہے اور ادارے ریاست سے زیادہ افراد سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں۔ معاشرہ کرپشن اور دوسری اخلاقی برائیوں کی وجہ سے گل سڑ گیا ہے۔ ہر شخص دوسروں کی برائیوں پر نگاہ رکھتا ہے، اسی کی بات کرتا ہے لیکن خود کو مستثنیٰ سمجھتا ہے۔ دوسروں کی اصلاح چاہتا ہے لیکن اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کو تیار نہیں۔

ایک بار پھر خارجی خطرات کی طرف لوٹتے ہوئے ہم قارئین کو آگاہ کرنا چاہیں گے کہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل پر مشتمل جو تثلیث وجود میں آئی ہے ان کی پاکستان دشمنی کی اپنی اپنی وجوہات بھی ہیں۔ مثلاً امریکہ سمجھتا ہے اور کسی حد تک صحیح سمجھتا ہے کہ افغانستان میں اس کی ناکامی کا باعث پاکستان ہے، اس ناکامی نے اس کی عالمی حیثیت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ علاوہ ازیں چین کا محاصرہ امریکہ کی موجودہ خارجہ پالیسی میں بنیادی حیثیت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس محاصرے کی تکمیل بھی پاک چین دوستی کی وجہ سے نہیں ہو پا رہی۔ اس لیے کہ پاکستان نہ صرف چین کا ہمسایہ ہے بلکہ اس کی جغرافیائی لوکیشن ایسی ہے کہ چین کے محاصرے کے لیے پاکستان کا تعاون ناگزیر ہے۔ اسرائیل کا مسئلہ، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، ایک اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت ہے۔ رہا بھارت تو وہ پاکستان کے وجود کو ہی ناجائز سمجھتا ہے کہ یہ ملک یعنی پاکستان دھرتی ماتا کے ٹکڑے کر کے بنایا گیا ہے۔ بھارت جو کسی صورت کشمیریوں کی جدوجہد آزادی سے نمٹ نہیں پا رہا، سمجھتا ہے کہ اگر پاکستان کو تہس نہس کر دیا جائے تو کشمیر ہی نہیں بھارت میں آزادی کی تمام تحریکیں دم توڑ جائیں گی۔ پاکستان دشمنی میں گویا امریکہ بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ فطری ہے۔ اس فطری گٹھ جوڑ کو ناکام و نامراد کرنے کے لیے پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانا ہوگا، لیکن بیان کردہ پس منظر اور موجودہ حالت میں یہ انتہائی مشکل نظر آتا ہے۔ البتہ ہم مایوس نہیں، اور ہماری اُمید کی وجہ محض جذباتی اور بعض عقائد کی بنیاد پر نہیں، بلکہ بعض ٹھوس بنیادوں اور عقلی دلائل پر بھی ہے۔ سرفہرست بات یہ ہے کہ پاکستان کی جغرافیائی لوکیشن روس اور چین جیسی امریکہ دشمن قوتوں کے لیے بھی انتہائی اہم ہے۔ موجودہ صورتحال میں وہ پاکستان کا کوئی بڑا نقصان نہیں چاہیں گے۔ خود امریکہ کو یہ خطرہ ہے کہ پاکستان کی تباہی اور چین کے محاصرے کی صورت میں خطے میں بھارت ایک ایسی قوت بن سکتا ہے جو بعد ازاں خطے میں امریکی وجود کے لیے خطرناک ثابت ہو، بھارت اپنے مفاد میں یہ یوٹرن لے سکتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ پاکستان بہرحال ایک ایٹمی قوت ہے۔ وہ امریکہ کا خواہ کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن جب اس کی سلامتی خطرے میں پڑے تو وہ بھارت اور اسرائیل کا بھی صفایا کر دے۔ تیسری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ پاکستان قریباً 22 کروڑ انسانوں کا ملک ہے۔ شرح آبادی کے تناسب سے یہاں جوانوں کی تعداد دنیا بھر میں سرفہرست ہے۔ یہ پاکستان کا بہت بڑا اور قابل قدر سرمایہ ہے۔ اگرچہ آج معاشرے کا بحیثیت مجموعی رجحان منفی بلکہ انتہائی منفی ہے۔ حکمرانوں سے عوام نے یہ سیکھا ہے کہ ذاتی مفاد دوسرے تمام مفادات، چاہے وہ قومی ہوں یا ملی، پر ترجیح رکھتا ہے۔ آج ہم ملک کی اس شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس پر ہمارا گھونسلہ ہے، آج ہم تباہی کی طرف سرپٹ بھاگ رہے ہیں، لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی اندھا اور بہرہ ہی انکار کر سکتا ہے کہ اس قوم میں بڑا ٹیلنٹ ہے، بڑی خداداد صلاحیت ہے۔ دور کیوں جاتے ہیں، پاکستان کی کرکٹ ٹیم جو رینکنگ گھسٹتی عالمی چیمپئن ٹرافی کا حصہ بنی اس نے کرکٹ کی دنیا میں Tables Turn کر کے ایک دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ کیا یہ صلاحیتیں پاکستان کی کرکٹ ٹیم تک محدود ہیں؟ کیا وہ پاکستان جو سائنس اور ٹیکنالوجی میں پسماندہ ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے اس نے جدید ترین طریقہ سے ایٹمی صلاحیت حاصل نہیں کی؟ پھر Tactical weapons بنا کر دو ممالک کے سوا دنیا بھر کو پیچھے نہیں چھوڑ گیا؟ کیا غیر عربی ہوتے ہوئے پاکستان نے ایسے ایسے مفسر قرآن، شیخ الحدیث اور علماء کرام پیدا نہیں کیے کہ عربی بھی منہ اٹھا کر دیکھتے ہیں؟ کیا سہولتوں کے فقدان اور وسائل نہ ہونے کے باوجود پاکستان کے بعض نوجوانوں نے آئی ٹی کے میدان میں ایک دنیا کو مات نہیں دی؟ کیا ہمارے ڈاکٹروں نے دنیا کے ہسپتالوں میں محیر العقول کارنامے سرانجام نہیں دیئے؟ امریکہ نے ہمیں ایسے F16 دیے تھے جن پر nuclear warhead نہ لگ سکے، ہمارے انجینئروں نے یہ کارنامہ بھی کر دکھایا۔ مایوسی کفر ہے۔ اس انتہائی باصلاحیت قوم کا رخ بدلنے کی ضرورت ہے، اس کی فکر اور سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام اگر کوئی منظم گروہ، جماعت یا تنظیم کرے گی تو اسے بہت سے مراحل سے گزر کر ایک حقیقی انقلاب برپا کرنا ہوگا۔ یہ انقلاب لوگوں کی وہ ترجیحات الٹ دے گا جو انہوں نے آج قائم کر رکھی ہیں اور وہ لوگ جو آج منفی رجحانات اور پست سوچ رکھتے ہیں اور ہر سطح پر بری طرح پسپائی اختیار کر رہے ہیں وہی لوگ مثبت رجحانات اور اعلیٰ فکر کے ساتھ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہوئے اس سے کہیں زیادہ تیزی سے فوز و فلاح کی طرف لپکیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر آج پاکستان کو مخلص قیادت دستیاب ہو جائے، ایسی قیادت جو اپنی ذات سے اوپر اٹھ کر سوچے اور جو کہے اس پر عمل کرے تو اگرچہ ایسی قیادت کا موجودہ معاشرے سے اُبھر کر آ جانا آسان نظر نہیں آتا لیکن خدا چاہے تو کیا نہیں ہو سکتا؟ اس سے بھی سافٹ انقلاب رونما ہو جائے گا۔ سارا منظر بدل جائے تو ایسی صورت میں بے شمار صلاحیتوں سے لیس یہ قوم دنیا بھر کی قوتوں کو شکست سے دوچار کر سکتی ہے۔ بدل دے یارب! بدل دے، اس قوم کا دل بدل دے، سوچ بدل دے، ترجیحات بدل دے، یارب! یارب!

یوم الفرقان: مسلمانوں کے لیے عظیم سبق

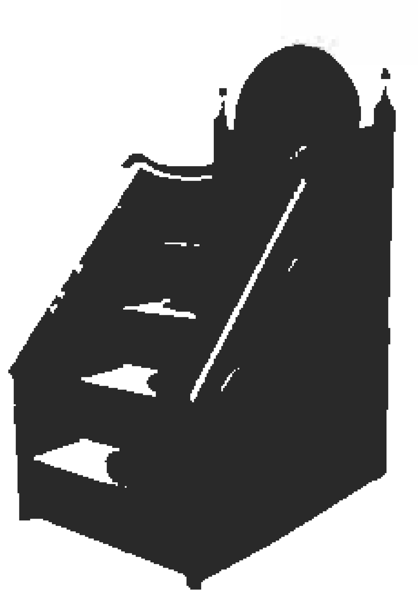

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 16 جون 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

حضرات محترم! رمضان المبارک کے فضائل و برکات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یوں تو رمضان کا ایک ایک لمحہ انتہائی قیمتی اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے لیکن اسی رمضان المبارک میں مسلمانوں کو کئی ایسے انعامات بھی عطا ہوئے ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ رمضان میں ہی قرآن جیسی سب سے بڑی نعمت عطا ہوئی اور رمضان میں ہی غزوۂ بدر کا وہ معرکۂ حق و باطل برپا ہوا جس میں مسلمانوں کو باطل کے خلاف وہ مثالی فتح حاصل ہوئی کہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے برحق ثابت کر دیا اور کفر و شرک اور ظلم واستحصال پر مبنی باطل نظام ہائے زندگی سرنگوں ہو گئے۔ بلاشبہ غزوۂ بدر حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کی جدوجہد کا نہایت ہی اہم لینڈ مارک ہے۔ یہیں سے ان بڑے غزوات کا آغاز ہوا جن سے اسلام کو غلبہ عطا ہوا۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق کا ذکر ہماری نصاب کی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ تاہم قرآن مجید میں ایک پوری سورت غزوۂ بدر کے موضوع پر ہے جو کہ 10 رکوعوں پر مشتمل ہے۔ اس میں غزوۂ بدر کے حالات و واقعات بھی بیان ہوئے ہیں، اس پر تبصرہ بھی ہے اور اس سے راہنمائی کا بھی بہت سا سامان موجود ہے۔ اس کے علاوہ جہاد و قتال کی اہمیت، فضیلت اور اس کی ضرورت کو بھی بہت احسن انداز میں باور کرایا گیا ہے۔ اگرچہ مغرب اور امریکہ سمیت تمام باطل قوتوں کو قرآن کا یہ معجزہ سخت ناپسند بھی ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ مسلمان قرآن کے اس حصے کو یا تو نکال ہی دیں یا پھر اس کو فراموش کر دیں۔ لیکن بہرحال قرآن تو اللہ کی کتاب ہے جس میں سچائی کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اسی سورۃ الانفال کی آیت 39 میں یہ بھی حکم ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾ ''اور (اے مسلمانو!) ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ ہی کا ہو جائے۔''

یہ واضح حکم نزول سے لے کر قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لیے ہے کہ باطل سے تمہاری یہ جنگ وقتی نہیں ہے کہ مدینہ کی ریاست میں آ گئے تو اب خیر و عافیت سے رہو یا مکہ فتح کر لیا تو بس کام ختم نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ تو کل روئے ارضی اور پوری انسانیت کے لیے آخری نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

مرتب: ابو ابراہیم

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۳۳﴾ ''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر، خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔'' (التوبہ:79)

آپ ﷺ کو دو چیزیں دے کر بھیجا گیا۔ (1) الھدیٰ، (2) دین حق۔ الھدیٰ وہ ہدایت ہے جس کی انسان کو دنیا کے اس امتحان میں کامیابی کے لیے سخت ضرورت ہے۔ وہ امتحان کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اس میں کامیابی کا راستہ کونسا ہے؟ اس کی مکمل وضاحت الھدیٰ یعنی قرآن حکیم میں موجود ہے اور اس کی تشریح حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے'' (الاحزاب:21)

چنانچہ یہ ہدایت پوری انسانیت کی ضرورت ہے۔

(2) دین حق: دین کہتے ہیں سچے، فطری اور حق پر مبنی نظام کو۔ ایک دین ملک ہے یعنی بادشاہ کا نظام، ایک دین جمہور ہے یعنی جمہوری نظام۔ یہ دین جمہور ہے جسے آج ساری دنیا میں اختیار کیا گیا ہے اور دین جمہور کا مطلب ہے: اللہ سے بغاوت، کہ ہم کسی آسمانی وحی کو نہیں مانتے۔ اللہ کا نظام ہمیں نہیں چاہیے۔ ہم خود اپنی مرضی کا نظام بنائیں گے۔ یعنی اپنے لیے خود دین تخلیق کریں گے۔ جبکہ خالق کائنات نے اپنے بندوں کے لیے جو نظام اپنے آخری نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے بھیجا ہے، وہ کامل دین ہے اور اسی کو اللہ نے پسند کیا ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے'' ﴿وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ ''اور تم پر اتمام فرما دیا ہے اپنی نعمت کا'' ﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ﴾ ''اور تمہارے لیے میں نے پسند کر لیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔'' (المائدہ)

یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی اور احادیث میں ہے کہ جب یہود نے یہ آیت سنی ہے تو کہا کہ کاش! یہ آیت ہمیں عطا ہوتی۔ یہود اس آیت کی معنویت کو خوب سمجھتے تھے۔ آج مسلمان اس آیت کو سن کر خوب سر دھنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا مرتبہ کتنا بلند ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس کی اصل معنویت کیا ہے؟ دین تو مکمل مل گیا مگر کیا اس کو نافذ و غالب کیے بغیر وہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے؟

چنانچہ یہ کامل دین حضور نبی اکرم ﷺ کو دے کر اس لیے بھیجا گیا کہ اس کو پوری دنیا میں تمام نظام ہائے زندگی پر

غالب کردیا جائے تاکہ دنیا سے فتنہ وفساد ختم ہو جائے۔

فتنہ کیا ہے؟

قرآن کی رو سے فتنہ یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے عدل وانصاف پر مبنی فطری نظام کی بجائے ظلم واستحصال پر مبنی باطل نظام قائم ہو۔یعنی اللہ کی حاکمیت کی بجائے کسی اور کی حاکمیت ہے تو فتنہ وفساد ہے، بغاوت ہے۔ ایک بادشاہ حقیقی ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جو باغی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔اب جو باغی بن کر کھڑا ہوتا ہے اسے حقیقی بادشاہ تو نہیں مانا جاتا بلکہ اسے باغی ہی کہا جاتا ہے۔ زمین وآسمان کا حقیقی بادشاہ اللہ ہے اور اللہ کا سب سے بڑا باغی ابلیس ہے۔آج پوری دنیا میں ابلیس (شیطان) کا نظام رائج ہے۔آج جمہوریت کے مقابلے میں شہنشاہیت کو گالی سمجھا جاتا ہے۔لیکن حقیقت میں دونوں اندر سے ایک ہی ہیں صرف چہرے مختلف ہیں۔ اقبال نے خوب سمجھا تھا۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!

شہنشاہیت میں سارے حقوق بادشاہ کے تھے۔ عوام کے کوئی حقوق نہیں تھے۔بہت کم کوئی بادشاہ ایسا ہوتا تھا جو عوام کے حقوق کا خیال رکھتا تھا ورنہ مراعات زیادہ تر ایک خاص طبقۂ امراء، جاگیرداروں، سرداروں اور وڈیروں میں تقسیم ہوتی تھیں اور انہیں کے ذریعے بادشاہی نظام قائم تھا۔باقی عوام کے نہ تو کوئی حقوق تھے اور نہ کوئی پوچھنے والا تھا۔نہ کوئی ڈیمانڈ کرسکتا تھا اور نہ کوئی سوال اُٹھا سکتا تھا۔اگر کوئی سوال کرتا بھی تو اس کا سر کچل دیا جاتا۔اسی طرح بادشاہی نظام کے بعد جمہوریت آئی تو اس میں بھی سرمایہ داروں کی آمریت ہے، اس پورے نظام کی کھیر اور ملائی سرمایہ دار کھا رہا ہے۔مزدور کے لیے، عوام کے لیے، دہقان کے لیے، کسان کے لیے اس میں کچھ نہیں ہے۔

چنانچہ عام انسانوں کو عدل وانصاف نہیں ملتا جب تک کہ اللہ کا نظام دنیا میں قائم نہ ہو اور یہ نظام اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ جہاد وقتال کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔ کیونکہ مراعات یافتہ طبقہ جو موجودہ نظام کی کھیر کھا رہا ہوتا ہے، جس کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں وہ اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ یہ اپنے مفادات کے لیے عوام کو بے وقوف بنائے رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ مخالفت بھی یہ طبقہ کر رہا تھا یعنی سرداران قریش۔ چنانچہ یہ سردار، وڈیرے اور جاگیردار عوام کو اپنے چنگل میں اسی لیے پھنسائے رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ نظام ختم ہو گیا تو وہ مراعات سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لیے وہ مخالفت پر ڈٹ جاتے ہیں۔لہٰذا باطل کے ان سرپرستوں کی سرکوبی کے لیے قرآن جہاد وقتال کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اسی لیے قرآن پر اعتراضات بھی ہوتے ہیں لیکن اصولی بات یہ ہے کہ جہاد وقتال کے بغیر صرف دعوت وتبلیغ سے نظام نہیں بدلا جا سکتا، عدل و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے قرآن پوری حکمت عملی دیتا ہے۔

’’ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لیے دوسری منفعتیں بھی ہیں۔اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود۔ یقیناً اللہ بہت قوت والا، بہت زبردست ہے۔‘‘ (الحدید:25)

اللہ چاہے تو آن واحد میں اپنے دین کو پوری دنیا پر نافذ کردے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ ہمارا امتحان ہے اور جب حق وباطل کا معرکہ ہوتا ہے تو اس میں یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ کا سچا وفادار ہے۔ چنانچہ جہاد وقتال جہاں باطل نظاموں کے سرپرستوں کی سرکوبی کے لیے ضروری ہے وہیں پر اس سے مومنوں کی آزمائش بھی مطلوب ہے۔ لہٰذا یہ حکم تاقیامت ہے۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾ ’’(الانفال:39)‘‘ اور (اے مسلمانو!) ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (کفر) باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ ہی کا ہو جائے۔‘‘

لیکن جہاد وقتال کے لیے بعض بنیادی شرائط ہیں اور اس حوالے سے بھی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اُسوۂ حسنہ ہے۔ جب تک آپ کے پاس اتنی مین پاور نہ ہو کہ آپ اس نظام کے خلاف کھڑے ہو سکیں۔ اس وقت تک نہ صرف یہ کہ تلوار ہاتھ میں پکڑنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ ’’اپنے ہاتھ روکے رکھو‘‘ (النساء:77)

یہ مکی دور میں باقاعدہ حکم الٰہی تھا۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ کے ساتھ کیا ہوا، حضرت حباب بن الارتؓ

پریس ریلیز 30 جون 2017ء

اسلام دشمن قوتیں پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانا چاہتی ہیں۔ پاراچنار میں ہونے والی دہشت گردی بھی ان ہی کوششوں کا حصہ تھی

ریمنڈ ڈیوس نے زرداری، نواز شریف، حسین احمد حقانی اور جنرل پاشا کے بارے میں اپنی کتاب میں جو انکشافات کیے ہیں اس سے ساری قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے

حافظ عاکف سعید

اسلام دشمن قوتیں پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانا چاہتی ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے عالمی طاقتیں شیعہ سنّی اختلافات کو ہوا دے کر ملک میں کشت وخون کروانا چاہتی ہیں لیکن الحمدللہ عوام نے شعور کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی اس کوشش کو ناکام بنایا ہے۔ گزشتہ دنوں پاراچنار میں ہونے والی دہشت گردی بھی ان ہی کوششوں کا حصہ تھی۔ انہوں نے دشمن کے اِس خونی کھیل کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ بھارتی وزیر اعظم کے امریکہ کے دورہ پر اپنے تاثرات دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہود وہنود اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش کر رہے ہیں بھارت کو افغانستان میں فری ہینڈ دینے سے پاکستان میں بہت مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نائن الیون کے بعد امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر ہم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ آج ہم اُسی کے نتائج بھگت رہے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس جو دو پاکستانیوں کا قاتل ہے اس نے زرداری، نواز شریف، حسین احمد حقانی اور جنرل پاشا کے بارے میں اپنی کتاب میں جو انکشافات کیے ہیں اس سے ساری قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی غلامی نے ہمیں کیسے دن دکھائے ہیں اب بھی وقت ہے کہ قوم اور حکمران راہ راست پر آجائیں اور غیروں کی بجائے اللہ اور رسول ﷺ کی غلامی اختیار کریں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

کے ساتھ کیا ہوا لیکن اس کے باوجود ہاتھ تک اُٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ پھر جب مدینہ میں اوس وخزرج قبائل کی معاونت سے اتنی قوت میسر آ گئی کہ باطل کو للکارا جاسکے تو پھر اجازت دے دی گئی۔

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ﴾ (الحج:39)

''اب اجازت دی جارہی ہے (قتال کی) ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کی گئی ہے' اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔''

پھر جب دو سالوں میں مواخات اور میثاق مدینہ کے بعد مدینہ ایک ریاست بن گئی تو باقاعدہ قتال کا حکم آ گیا۔

﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ ۚ﴾

''(مسلمانو!) اب تم پر جنگ فرض کر دی گئی ہے اور وہ تمہیں گراں گزر رہی ہے۔'' (البقرہ:216)

یعنی مسلمانوں کا کام صرف اتنا نہیں ہے کہ انہیں مدینہ میں پناہ مل گئی ہے تو بس اب آرام سے رہیں اور زیادہ سے زیادہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ نبھالیں بلکہ اب ان پر باقاعدہ جنگ فرض کر دی گئی تا کہ باطل کے سرداروں کی سرکوبی ہو سکے اور اللہ کا دین قائم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مواخات، مسجد نبوی کی تعمیر اور میثاق مدینہ جیسے ضروری اقدامات کے بعد باطل کے ساتھ ٹکرانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ ﷺ نے قریش کے تجارتی قافلوں کا تعاقب کرنے کے لیے اپنے عسکری دستے بھیجنے شروع کیے۔ غزوۂ بدر سے پہلے ایسی تقریباً 8 مہمات میں سے 4 میں آپ ﷺ خود بھی شریک رہے۔ ان مہمات کا مقصد قریش کو یہ احساس دلانا تھا کہ اب تمہارے قافلے محفوظ نہیں ہیں۔ ایسی ہی ایک مہم میں مشرکین کا ایک آدمی مارا گیا۔ پھر جنگ بدر کا آخری سبب بھی ایسی ہی ایک مہم بنی جب آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کا تعاقب کیا۔ یہ قافلہ اگرچہ مڈبھیڑ سے تو بچ گیا لیکن ابوسفیان کو خطرے کا اتنا احساس ہو گیا کہ اس نے واپسی میں مکہ والوں کو پیغام بھیجا کہ قافلہ خطرے میں ہے لہٰذا مدد کے لیے آؤ۔ قافلے میں ایک ہزار اونٹ تقریباً 262 کلو سونے کے برابر سامان تجارت سے لدے ہوئے تھے اور محافظ صرف چالیس تھے۔ آپ ﷺ اپنے 313 ساتھیوں کے ہمراہ اس قافلے کے تعاقب میں نکلے، جب آپ ﷺ مقام سفراء میں پہنچے تو وحی نازل ہوئی کہ مکہ سے ایک لشکر تیار ہو کر مقابلے کے لیے نکل آیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ جنگ کے لیے تو نکلے ہی نہ تھے اور نہ اس کے لیے تیار تھے۔ صرف دو گھوڑے آپ ﷺ کے پاس تھے اور اونٹ اتنے تھے کہ ایک اونٹ پر تین سوار باری باری سوار ہوتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی منشاء اور تھی۔

﴿کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ ۝۵﴾ ''جیسے کہ نکالا آپ کو (اے نبی ﷺ) آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ' اور یقیناً اہل ایمان میں سے کچھ لوگ اسے پسند نہیں کر رہے تھے۔''

یعنی جب آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے خبر ملی کہ مکہ سے ایک لشکر مقابلے کے لیے نکل آیا ہے، آپ چاہیں تو قافلے کی طرف جائیں یا لشکر کی طرف جائیں اللہ کا وعدہ ہے کہ آپ کو کامیابی دے گا تو آپ ﷺ نے صحابہ ؓ سے مشورہ کیا۔ صحابہ ؓ میں 63 مہاجرین تھے اور باقی سب انصار تھے۔ مہاجرین نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ کہیں تو ہم اس لشکر سے لڑنے کے لیے بھی تیار ہیں لیکن حضور ﷺ خاص طور پر انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انصار کے سردار سعد بن معاذ ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ؐ ہمیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح نہ سمجھئے گا۔ آپ ﷺ جو حکم فرمائیں، ہماری جانیں بھی آپ ؐ کے لیے حاضر ہیں۔ البتہ بعض ایسے بھی تھے جو گھبرائے ہوئے تھے کیونکہ جنگی تیاری تو تھی نہیں۔ لہٰذا قرآن کا تبصرہ سورۃ الانفال میں یوں ہے:

﴿یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ﴾ ''وہ لوگ آپ ؐ سے جھگڑ رہے تھے حق کے بارے میں' اس کے بعد کہ بات (ان پر) بالکل واضح ہو چکی تھی'

﴿کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝۶﴾

''(وہ لوگ ایسے محسوس کر رہے تھے) جیسے انہیں موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہو اور وہ اسے دیکھ رہے ہوں۔''

﴿وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ﴾

''اور یاد کرو جبکہ اللہ وعدہ کر رہا تھا تم لوگوں سے کہ ان دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا''

﴿وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ﴾

''اور (اے مسلمانو!) تم یہ چاہتے تھے کہ جو بغیر کانٹے کے ہے وہ تمہارے ہاتھ آئے''

﴿وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۝۷﴾ ''اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے فیصلے کے ذریعے سے حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔''

﴿لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸﴾ ''تاکہ سچا ثابت کر دے حق کو اور جھوٹا ثابت کر دے باطل کو' خواہ یہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔''

یہ اللہ کا فیصلہ تھا کہ جنگ ہونی ہے اور حق کو باطل پر غالب کرنا ہے اس لیے حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے صرف 313 افراد پر مشتمل لشکر اسلام کو اس سے تین گنا بڑے لشکر پر فتح عطا کی۔ مشرکین کے پاس سو گھوڑوں کا رسالہ تھا جبکہ مسلمانوں کے پاس صرف دو ہی گھوڑے تھے، اس زمانے میں جنگی ساز وسامان میں سب سے زیادہ اہمیت گھوڑوں کے رسالے کی ہوتی تھی جس کے ذریعے دشمن پر اٹیک کیا جاتا تھا۔ اس کے پیچھے پیادہ فوج پیش قدمی کرتی تھی۔ گویا پوری جنگ گھوڑوں کے سر پر لڑی جاتی تھی اور یہاں مسلمانوں کے پاس صرف دو ہی گھوڑے تھے۔ یہ چونکہ جنگ کے لیے نکلے نہیں تھے اس لیے انہیں گھوڑوں کی ضرورت نہیں تھی ورنہ کیا مدینہ کے اندر دو ہی گھوڑے تھے، یہ تو ممکن ہی نہیں تھا اور بہت سے مسلمان تو صرف خالی ہاتھ ہی چلے آئے تھے کہ صرف چالیس افراد ہی تو ہیں جن کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ تو کوئی مشکل بات تھی ہی نہیں۔ لیکن اسی حالت میں ان کو کیل کانٹوں سے لیس اور ہر طرح سے تیار لشکر کفار پر فتح دلانا قدرت کو مقصود تھی جس کے سپہ سالار ابوجہل نے اعلان کر رکھا تھا کہ جنگ کا دن یوم الفرقان ہوگا۔ یعنی جو جیت جائے گا ثابت ہو جائے گا کہ وہی حق پر ہے۔ گویا اسے اپنے لشکر پر پورا اعتماد تھا کہ ہم مٹھی بھر بے سروسامان مسلمانوں کو کچل ڈالیں گے۔ پھر دوران جنگ وہ وقت بھی آیا جب جنگ میں تیزی آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر دشمن کی صفوں کی طرف پھینک دی جس کی تاثیر تھی کہ دشمن بدحواس ہو گئے اور آنکھیں ملتے رہ گئے۔

﴿وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ﴾ ''اور جب آپ ؐ نے (ان پر کنکریاں) پھینکی تھیں تو وہ آپ ؐ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں'

چنانچہ اللہ کی نصرت مسلمانوں کے شامل حال ہوئی، 70 مشرکین ڈھیر ہوئے جبکہ دوسری طرف صرف 14 صحابہ ؓ نے شہادت پائی۔ اتنے واضح فرق کے ساتھ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور اس دن کو واقعی یوم الفرقان بنا دیا۔

یہ ہے نبوی مشن اور سیرت محمد مصطفی ﷺ جس کی تعلیم قرآن ہمیں دیتا ہے کہ دنیا میں عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اللہ کا دین باطل استحصالی نظام پر غالب کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے جہاد وقتال کا مرحلہ بھی آتا ہے۔ اب اگر ہم اپنا دین بدل لیں یا اس دین کا کوئی نیا ایڈیشن پیش کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو بات الگ ہے ورنہ اصل دین تو یہی ہے، یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی سیرت محمد مصطفی ﷺ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حکمتِ کلیمی 5

27 در رضائے حق فنا شو چوں سلف ۔۔۔ گوہرِ خود را بروں آر از صدف

تو اپنے (خیرالقرون کے) اسلاف کی طرح رضائے حق میں فنا ہو جا اپنے (سینے میں پوشیدہ) گوہر (ایمان) کو سیپی سے باہر لے آ (یعنی عمل میں ظاہر کر)

28 در ظلامِ ایں جہانِ سنگ و خشت ۔۔۔ چشمِ خود روشن کُن از نورِ سرشت

یہ سنگ وخشت اندھا مادّہ (Matter) ہے اس سنگ وخشت کے مادّی جہان کے اندھیروں میں اپنی آنکھ کو نورِ فطرت اور ضمیر سے روشن کر دے (کہ اللہ نور السّمٰوٰت والارض کی تجلی کا عکس یہی ضمیر انسانی ہے۔)

29 تا نہ گیری از جلالِ حق نصیب ۔۔۔ ہم نیابی از جمالِ حق نصیب

جب تک حق تعالیٰ کے جلال سے حصہ نہ پائے گا اور زمین میں آسمانی بادشاہت نہ لائے گا حق تعالیٰ کے جمال یعنی حُسنِ سیرت وکردار سے بھی حصہ نہیں ملے گا

30 ابتدائے عشق و مستی قاہری است ۔۔۔ انتہائے عشق و مستی دلبری است

عشق ومستی کی ابتدا قاہری (جہاں گیری و جہاں آرائی) ہے عشق ومستی کی انتہا دلبری (ہر دلعزیزی) ہے اور سب انسانوں کے لیے رحمت ورأفت کا باعث ہے

31 مردِ مومن از کمالاتِ وجود ۔۔۔ او وجود و غیر او ہر شے نمود

اللہ تعالیٰ کے کائنات کو ایک وجود بخشنے کا نقطۂ عروج (Climax) انسان ہے اور مردِ مومن اس وجود کے کمالات میں سے ہے صرف مردِ مومن ہی 'خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ' کی شان اور باقی ہر شے محض نظر آتی ہے

32 گر بگیرد سوز و تاب از لَآ اِلٰـہ ۔۔۔ جز بکامِ او نہ گردد مہر و مہ

انسان حقیقی مردِ مومن بن کر اگر لا اِلٰہ سے سوز وتپش حاصل کرے تو سورج اور چاند کیا آسمان وزمین بھی اس کی چاہت کے خلاف گردش نہیں کر سکتے

27۔ عصر حاضر کے مسلمان! جدید مغربی نظریات کے طلسم میں گرفتار ہو کر ابلیسیت اختیار کرنے کی بجائے تم اپنے شاندار ماضی کے امین بنو اور اپنے سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے 'رضائے حق' میں گم ہو جاؤ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی کامل اور غیر مشروط اطاعت اختیار کر لو اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس طرح تمہارے اندر کی پوشیدہ ومخفی صلاحیتیں اُجاگر ہوں گی اور تمہارا گوہر تمہاری صدف سے برآمد ہو کر تمہاری شخصیت کو آشکار کرے گا۔

28۔ یہ جہانِ چارسو تو مادّی کائنات ہے اور رنگ وبو کا مجموعہ ہے اصل حقیقت تو اس نظر آنے والی مادّی چیزوں کے پس پردہ بظاہر نہ نظر آنے والی حقیقتیں ہیں۔ اس کائنات کی مادّی چکاچوند میں گم نہ ہو جاؤ بلکہ اپنی دل کی آنکھ کھولو۔ ظاہر کی آنکھ سے دیکھنا اور ــــ جبکہ دل کی آنکھ سے دیکھنا اور ہے اور اپنی آنکھوں کو اپنے نورِ فطرت یا ضمیر کی روشنی سے منور کر کے کائنات پر نگاہ ڈالو۔

29۔ اے مردِ مومن! تو جب تک ضمیر کی آنکھ سے دیکھ کر اور فراست مؤمنانہ سے کام لے کر زندگی نہیں گزارے گا اس وقت تک تو جلالِ حق سے حصہ پا کر دنیا میں حق کا غلبہ نہیں کر سکتا۔ اور جب تک جلالِ حق نصیب نہ ہو یہ بات طے شدہ ہے کہ صرف ذاتی عبادات سے 'جمالِ حق' اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عبادت سے بھی محرومی رہتی ہے۔

30۔ حقیقی ایمان کی لذّت سے جب انسان پر کردار کی مستی اور حق کے فدویت وفدائیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب بننے کے قابل ہوتا ہے اور جلالِ حق کی نمود غلبہ اور حکومت اور خلافت کا پھیلاؤ اور جہانبانی و جہاں گیری ہے اس کے نتیجے میں انسان کی ذاتی تربیت بھی ہوتی ہے اور جمالِ حق کا ایک حصہ بھی نصیب ہوتا ہے اور یوں انسان عدل وانصاف، مساوات، کفالت عامّہ وغیرہ کے کاموں کی تکمیل پر انسانیت میں قبولِ عام حاصل کر لیتا ہے۔

31۔ مردِ مومن اللہ تعالیٰ کی ذات کے کمالات کا زندہ مظہر ہے صرف انسان ایک وجود رکھتا ہے باقی نظر آنے والی کائنات تو مادی وجود رکھتی ہے جو صرف 'نمود' یعنی 'ظاہر' کا دوسرا نام ہے۔

32۔ مردِ مومن 'لا اِلٰہ اِلا اللہ' کی حقیقی لذت سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے اور ایمان حقیقی کا مزہ چکھ لیتا ہے جسے ایک حدیث میں 'ذَاقَ طَعۡمَ الۡاِیۡمَان' کہا گیا ہے۔ اس منزل پر آسمان وزمین انسان کو ہر چہار سو رضائے حق کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بندۂ مومن رضائے حق میں فنا ہے تو دوسرے لفظوں میں ساری کائنات مردِ مؤمن کو اپنی مرضی کے عین مطابق حرکت کرتی نظر آتی ہے آسمانی بادشاہت آنے کے بعد کائنات پر انسان کی خلافت قائم ہوتی ہے اس طرح مہر وماہ اور زمین وآسمان بھی اس کی مرضی کے خلاف حرکت نہیں کر سکتے۔

ایران وعرب کشمکش اور قطر وعرب تنازعہ دراصل اس بڑی جنگ کی تیاریاں ہیں جس کے لیے امریکہ فضا کو ہموار کر رہا ہے اور یہ جنگ اسرائیل کی عالمی حکومت کے قیام کے لیے لڑی جائے گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ: ”تم میں سے جو کوئی اس زمانہ کو پائے تو وہ اپنی متاع کو لے کر دور چلا جائے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرے۔“ لہٰذا پاکستان کے لیے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ وہ اس گریٹ گیم سے باہر آجائے۔ اوریا مقبول جان

عالم اسلام کی موجودہ صورتحال اور مستقبل کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: سعودی عرب سمیت چار عرب ممالک نے پہلے قطر پر الزامات لگائے اور اس کے بعد یک لخت پابندیاں لگا دیں۔ بنیادی تنازعہ کیا ہے؟

اوریا مقبول جان: یہ جاننے کے لیے ہمیں اس خطے کی گزشتہ ایک دہائی کی تاریخ کا جائزہ لینا پڑے گا۔ دراصل خمینی کی رحلت کے بعد ایران میں جو بالکل مختلف قسم کی لیڈرشپ آئی تھی اس میں دو چیزیں گڈمڈ ہوگئی تھیں، ایک ایرانی جاہ وجلال، ایرانی تہذیب وثقافت اور دوسرا تشیع مسلک۔ اس سے ایرانیوں میں دوبارہ یہ تصور اُبھر آیا کہ ہم اس پورے علاقے کے صدیوں سے وارث چلے آرہے ہیں۔ قدیم فارس میں یمن، مسقط، متحدہ عرب امارات، کویت، بحرین، قطر کا کچھ حصہ اور پھر شام کا وہ علاقہ شامل تھا جس سے رومیوں نے آکر انہیں نکالا تھا۔ شاہ نامہ فردوسی میں ہے کہ عرب جس وقت آئے تو ایرانی بادشاہ نے کہا تھا: ”اے گوہ کا گوشت کھانے والو اور اونٹنی کا دودھ پینے والو، تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے کہ تخت کیان کی آرزو کرتے ہو۔ اے پرانے آسمان تم پر تف ہے کہ تم نے یہ دن دیکھا ہے“۔ چنانچہ ایرانیوں میں یہ گھمنڈ ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب ایران کی بزرگ کونسل نے کہا کہ مجسمے ختم کرنے ہیں تو ایرانیوں نے کہا کہ یہ مجسمے ہماری قومی شناخت ہیں لہٰذا ہم یہ ختم نہیں ہونے دیں گے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آج بھی مجسمے بناتے ہیں۔ چنانچہ ایرانیوں کے اس گھمنڈ نے اس پورے خطے میں بے چینی پیدا کی۔ چونکہ نسلی لحاظ سے اب نہ تو یمن میں کوئی ایرانی ہے، نہ بحرین میں، نہ کویت میں، نہ قطیف میں اور نہ لبنان میں لیکن وہاں ایرانیوں نے مسلکی لحاظ سے اپنے ہمنواؤں کو کھڑا کرنا شروع کیا۔ سعودی عرب میں چونکہ ایک مختصر سے قبیلے کی بادشاہت ہے، اسی طرح متحدہ عرب امارات میں بھی صرف 11 فیصد مقامی عرب ہیں جن میں سے صرف 1 فیصد شیخ زاید بن النہان کا خاندان ہے جبکہ 89 فیصد باہر کے لوگ ہیں۔ چنانچہ ان حکمران خاندانوں کے خلاف ایران نے لوگوں کو اُبھارنا شروع کیا، پہلے کویت میں مسئلہ کھڑا کیا، پھر بحرین میں اور جہاں جہاں ان کے مسلک کے لوگ تھے وہاں انہیں کھڑا کیا۔

سوال: ایران عراق جنگ کیسے ہوئی؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

جواب: کمال کی بات یہ ہے کہ سعودی حکمران بھی امریکہ کی طرح بے وفا ہیں۔ پہلے انہوں نے صدام کو ایران کے خلاف اُٹھایا، آٹھ سال اس کی مدد بھی کی اور پھر اس کو مروانے میں بھی امریکہ کا پورا ساتھ دیا۔ دراصل ہوا یہ کہ جیسے روس اپنے کمیونزم نظام کو دیگر علاقوں میں لے آیا تھا اسی طرح ایرانیوں نے بھی چاہا کہ ہم اپنے انقلاب کو ایکسپورٹ کریں گے۔ اسی زعم میں پہلے انہوں نے کوئٹہ میں مسائل پیدا کیے پھر حج کے دوران باقاعدہ جلوس نکالا اور اس طرح اس پورے خطے میں ایک تناؤ پیدا کر دیا۔ آپ خود سوچیں کہ 1979ء میں جب خمینی انقلاب آیا اس سے پہلے پورے جنوبی ایشیا میں شیعہ مخالف کوئی تحریک نہیں تھی۔ 1986ء میں جھنگ میں سپہ صحابہ بنی ہے اور وہ بھی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ردعمل میں۔ خمینی کو احساس ہوگیا تھا کہ یہ میں نے غلط کیا ہے۔ اس لیے اس نے اپنا بقیہ مشن اس بہانے سے سمیٹ لیا تھا کہ ہم منتظر کا انتظار کریں گے۔ لیکن اس کے بعد ایران میں جو لیڈرشپ آئی اس نے دوبارہ اس چیز کو اُٹھایا۔ جس سے پھر بحرین اور دوسری جگہوں پر ردعمل پیدا ہوا۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ جو پیدا ہوا وہ عراق اور شام کے لیے تھا۔ خاص طور پر عراق کو امریکہ نے ہموار کر کے ایران کو دیا۔ جس کے بعد ایران کو شام پہنچنے کا پورے کا پورا راستہ مل گیا، وہاں سے لبنان پہنچ گیا جہاں گزشتہ 20 سال سے حزب اللہ کو ایران نے ایک آرگنائزڈ فورس کے طور پر اسٹیبلش کیا ہوا تھا۔ حزب اللہ کا جو لیڈر ہے اس کی ٹریننگ ایران میں ہوئی، وہیں وہ رہتا تھا، اس کو ایک مقصد کے لیے ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔ اسی تناظر میں شام اور پھر اس کے ساتھ ساتھ مصر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ یہاں آپ حضور نبی اکرم ﷺ کی دو احادیث کو ذہن میں رکھیے۔ ایک اس وقت تک جزیزہ نما عرب خراب نہیں ہوگا جب تک مصر خراب نہیں ہوگا۔ 1920ء میں اخوان المسلمین کی تحریک شروع ہوئی۔ ناصر کے عہد تک ان کی تعداد 20 لاکھ بتائی جاتی ہے جن میں سے 2.5 لاکھ ناصر نے شہید کر دیے تھے۔ اسی تحریک سے حماس نکلی اور اسی سے باقی ساری تحریکیں نکلیں۔ اس وقت چونکہ ناصر، حافظ الاسد اور قذافی سوویت یونین کے ساتھ تھے اور اخوان المسلمین ان کے مقابلے میں تھی تو اس لیے امریکہ بھی ان کو سپورٹ کرتا تھا اور عرب بھی چونکہ عبدالناصر کو ہٹانا چاہتے تھے اس لیے وہ بھی اخوان کے خیر خواہ بنے ہوئے تھے اور سید محمد قطب اخوان کی فکر رکھنے کے باوجود جدہ یونیورسٹی میں پڑھا رہے تھے۔ لیکن جب ناصر چلا گیا، انور السادات بھی امریکن کیمپ میں چلا گیا، کیمپ ڈیوڈ معاہدہ بھی ہوگیا، حسنی مبارک بھی آگیا تو اب

ان کو وہی اخوان برے لگنے لگے۔ اب جتنے بھی الاخوان کی تحریک چلانے والے تھے ان سب کو سعودی عرب میں اذیت ناک سزائیں دی گئیں۔ اس لیے کہ اخوان المسلمین کی آئیڈیالوجی اپنا ایک وجود رکھتی تھی۔ حتیٰ کہ خود اسامہ بن لادن نے جب تحریک شروع کی تو ساری سعودی فیملی اکٹھی ہو کر آ گئی اور کہا کہ سعودیہ سے باہر جہاں بھی تحریک چلاؤ گے ہم اسے سپورٹ کریں گے لیکن سعودی عرب میں نہ چلاؤ۔ وہ بے چارا پھر سوڈان چلا گیا۔ اسی دوران جب سعودی عرب میں حماس اور الاخوان پر پابندی لگا دی گئی تو قطر میں ایک تبدیلی آئی کہ قطر فلسطینیوں کا سپورٹر بن گیا۔ کیونکہ فلسطینیوں کا اب کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، سعودی عرب نے فلسطینیوں کو خدا حافظ کہہ دیا ہوا ہے کہ تم جانو اور تمہارا علاقہ جانے، ہم تو حرمین شریفین کے محافظ ہیں۔ UAE جو ایک زمانے میں فلسطینیوں کا سپورٹر تھا اب اس نے بھی ہاتھ کھینچ لیے۔ دوسرا بڑا سپورٹر فلسطینیوں کا صدام حسین تھا جو ہر فیملی کو وظیفہ دیتا تھا اور وہ 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ میں 10 بڑے کمانڈرز میں سے ایک تھا۔ صدام حسین کا وہی جرم اسرائیلی بھولے نہیں جس کی وجہ سے اس کو عبرتناک سزا دی گئی۔ صدام کے بعد ایک حافظ الاسد رہ گیا تھا لیکن وہ بھی حماس کو نہیں بلکہ حزب اللہ کو پناہ دیتا تھا۔ پھر حزب اللہ نے جب لبنان میں شیعہ سنی فساد شروع کیا تو حماس کا ٹھکانہ لبنان سے بھی ختم ہو گیا۔ حزب التحریر کا آفس بھی لبنان میں ہوتا تھا۔ اب یہ سب وہاں سے نکل کر قطر میں آئے۔ قطر کا حکمران خاندان بنو تمیم میں سے ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ دجال کے خلاف جنگ میں سب سے بڑا گروہ بنی تمیم کا ہوگا۔ انہوں نے سعودیوں سے الگ اپنا ایک تشخص قائم رکھا ہوا ہے۔ قطر کا موجودہ حاکم آکسفورڈ اور ہارورڈ کا پڑھا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس نے آ کر الجزیرہ چینل کھولا۔ اسی دوران پہلی عراق جنگ میں پہلی دفعہ دنیا میں امبیڈڈ جرنلزم شروع ہوئی اور جنگ کو میڈیا نے ایک ویڈیو گیم کی طرح پیش کیا کہ ایک جہاز آ رہا ہے، وہ آ کر ایک بہت بڑی بارہ منزلہ عمارت پر بم گراتا ہے، آپ اس جہاز کی ٹیکنالوجیکل مائٹ کو دیکھتے ہیں، آپ کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس بلڈنگ کے اندر عورتیں بھی ہیں، بچے بھی ہیں، لوگ مر رہے ہیں، تین چار ہزار بندہ آگ میں ہے، چیخیں نکل رہی ہیں لیکن میڈیا نے وہ سب کچھ نہیں دکھایا۔ الجزیرہ نے البتہ عالمی میڈیا سے ذرا مختلف طرز عمل اپنا کر وہ سب دکھانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے عربوں نے الجزیرہ کے شیئرز خریدے۔ اب چونکہ میجر شیئر قطر کا ہے تو اس وجہ سے پالیسی بھی ان کی ہے۔ اب میڈیا کا مقصد لوگوں میں ایک غیر اطمینانی کی کیفیت پیدا کرنا ہے، ان کو راہ دکھانا نہیں، لہٰذا لوگ ایجی ٹیٹر تو بن جاتے ہیں لیکن تبدیلی کا نمائندہ نہیں بن پاتے۔ الجزیرہ کا بھی یہی مقصد تھا لیکن یہ بھی آل سعود کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے لیے کافی تھا۔ چنانچہ جب تک عرب ممالک میں عدم استحکام پیدا کرنا مقصود تھا تو الجزیرہ کو چلنے دیا گیا اور تقریباً پانچ سال تک الجزیرہ عربوں کا آئیکون بنا رہا۔ اسامہ بن لادن، ایمن ظواہری اور ابو بکر البغدادی جیسے لوگوں کے انٹرویوز کیے گئے۔ ایسے لوگوں کا انٹرویو کرنے اگر کوئی چلا جائے تو فوراً اسے اٹھا لیا جاتا ہے لیکن یہاں صحافت کے

> **میڈیا کا مقصد لوگوں میں ایک غیر اطمینانی کی کیفیت پیدا کرنا ہے، ان کو راہ دکھانا نہیں، لہٰذا لوگ ایجی ٹیٹر تو بن جاتے ہیں لیکن تبدیلی کا نمائندہ نہیں بن پاتے۔**

نام پر سب کچھ چلنے دیا گیا کیونکہ اپنی مرضی کی صورتحال پیدا کرنے کے لیے کچھ ہیروز بھی بنانے ہوتے ہیں۔ اس طرح جب تحریک تیز ہوئی اور شام میں بھی مسئلہ کھڑا ہوا تو اب اس صورتحال کو آپ رسول اللہ ﷺ کی اگلی حدیث کے تناظر میں دیکھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مصر میں پیلے جھنڈے برآمد ہوں تو پھر شام کے لوگ زیر زمین پناہ گاہیں بنا لیں۔ آپ نے دیکھا کہ مصر سے چار انگلیوں کے نشان والے پیلے جھنڈے برآمد ہوئے اور شام میں جتنے بھی حملے ہوئے یا تو وہ میزائل حملے تھے یا پھر کیمیائی۔ آخری حملہ جو فاسفورس کا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے آتش بازی ہو رہی ہے اور پورے کا پورا گاؤں جل گیا۔ چنانچہ اب معلوم ہو رہا ہے کہ جنگ کہاں داخل ہو چکی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس دن شام میں خرابی پیدا ہو گئی سمجھو پھر کوئی خیر نہیں۔

سوال: عرب حکمرانوں کے قطر سے مطالبات کیا ہیں؟

جواب: ایک یہ کہ قطر کے خیراتی ادارے بند کیے جائیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ترک حکومت کو سب سے زیادہ سپورٹ انہیں اداروں کی ہے۔ ترک خیراتی ادارے شام کی شمالی سرحد کے پاس ہیں۔ جہاں قریب ہی شام کا شہر عرفہ ہے، اس کے بعد بالترتیب حلب، رقہ، غازی انتب، جرابلس، ریحان علی اور ادلب ہے۔ یہ وہ شہر ہیں جہاں مزاحمتی تحریک چل رہی ہے اور وہاں سے جو بھی مہاجر آتے ہیں وہ ان ترک چیریٹیز میں آتے ہیں۔ پھر بڑا مسئلہ دمشق، غوطہ اور حمص جیسے وسطی علاقوں میں پہنچنا ہے لیکن قطر کے خیراتی ادارے وہاں بھی پہنچتے ہیں۔ اب اگر یہ ادارے بند ہو جائیں تو 50 لاکھ مہاجرین جو ترکی، اردن اور لبنان میں ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ دوسرا وہ کہتے ہیں کہ تم دہشت گردوں کو سپورٹ کرتے ہو۔ اب سعودی عرب اگر غوطہ میں جیش العدل کو سپورٹ کرتا ہے اور ترکی باقاعدہ اپنی فوجیں داخل کر کے احرار شام کی مدد کر رہا ہے تو انہیں کوئی دہشت گرد نہیں کہتا۔ لیکن آج اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ قطر اخوان المسلمین کو سپورٹ کرتا ہے تو ہم اخوان کو دہشت گرد ماننے کو تیار ہو جائیں گے۔ اسی طرح طالبان کا طیب آغا گروپ جو امریکہ کا سپانسرڈ ہے، اس نے قطر میں دفتر کھولا ہے۔ یہ ہے وہ صورتحال جس کے بارے میں قطر سے کہا گیا ہے کہ اس کو ٹھیک کرو۔ کیونکہ قطر کی بری فوج صرف 15 ہزار ہے اور امریکی تو اگر 1 لاکھ بھی ہوں تو کچھ نہیں کر سکتے، جیسے افغانستان میں کچھ نہیں کر سکے۔ اس لیے عربوں کو خدشہ ہے کہ اگر قطر نے صورت حال کو ٹھیک نہ کیا تو کہیں شام، عراق، مصر، فلسطین اور افغانستان کے تحریکی قطر میں جمع ہو کر اس کو اپنا مرکز نہ بنا لیں۔ یہاں نبی اکرم ﷺ کی ایک بہت خوبصورت حدیث بھی پیش نظر رہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عراق کے بہترین لوگ شام چلے جائیں گے اور شام کے بدترین لوگ عراق میں چلے جائیں گے۔ اب وہ باؤنڈری بنتی چلی جا رہی ہے۔

سوال: قطر پر سعودی پابندیوں سے امریکہ کو کیا فوائد حاصل ہوں گے؟

جواب: آج سے چار سال پہلے امریکہ سے سب سے زیادہ پریشان سعودی حکمران تھے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ ایران اب امریکہ کی نئی دلہن بن گئی ہے۔ اس دوران سعودی حکومت کے امریکہ کے ساتھ تعلقات کشیدہ رہے اور اسی دوران امریکہ نے ایران کو اٹھایا، اس پر سے پابندیاں ختم کیں جس سے اس کی معیشت مضبوط ہوئی، 30 بلین ڈالرز اسے مل گئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پہلے چوری چھپے کم قیمت پر تیل بیچتا تھا لیکن پابندیاں اٹھنے سے اس کے تیل کی قیمت بھی بلڈ اپ ہو گئی۔ ذرا مستحکم ہوا تو اب اس کو کہا گیا کہ تم پورے علاقے میں اپنا خواب پورا

کرو۔ چنانچہ جہاں پہلے ایران کا راستہ روکنے کے لیے موصل اور کرکوک میں داعش کو بٹھایا گیا تھا وہیں ان چار سالوں میں ایران کا راستہ ہموار کرنے کے لیے فلوجہ اور کرکوک میں لوگوں کو بے دردی سے اس بنیاد پر مارا گیا کہ یہ القاعدہ کے لوگ ہیں۔ یہ سب دراصل اس بڑی جنگ کی تیاریاں ہیں جس کے لیے امریکہ فضاء بنا رہا ہے۔ 2011ء میں ہنری کسنجر کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا، اب وہی باتیں ہنری کسنجر نے اپنی ایک کتاب میں لکھیں ہیں جس کا نام ہے ورلڈ آرڈر۔ اس میں اس نے کہا ہے کہ اب ایک بہت بڑی جنگ شروع ہونے والی ہے جس میں دو چیزیں بہت اہم ہوں گی۔ ایک ہے control oil and you control nations۔ آپ دیکھیں کہ جب شاہ فیصل نے امریکیوں کے تیل کے لدے ہوئے جہاز روک لیے تھے تو اگلے دن تیل کی قیمت 1.3 ڈالر فی بیرل سے بڑھ کر 9 ڈالر فی بیرل ہوگئی تھی اور یورپ میں راشن بندی شروع ہوگئی تھی۔ لہٰذا اس چیز کو کنٹرول کرنے کے لیے امریکیوں کو اس قسم کے حکمران چاہیے تھے جو اس وقت سعودی عرب میں ہیں، قطر میں ہیں، UAE میں ہیں یا کویت میں ہیں۔ لہٰذا شاہ فیصل کو تو انہوں نے شہید کر دیا اور اس کے بعد پھر عربوں کو انفراسٹرکچر کی طرف لگا دیا گیا اور وہ لگ گئے روڈیں اور بلڈنگیں اور ایئرپورٹس بنانے میں اور یہ سارا کام امریکی کمپنیوں کے ذریعے کیا گیا جس کی وجہ سے عربوں کا پیسہ یورپ اور امریکہ میں ٹرانسفر ہوگیا۔ پھر عربوں نے امریکہ اور یورپ میں فلیٹس اور گھر خریدنے شروع کر دیے۔ آہستہ آہستہ امریکہ پر انحصار ان کی عادت بن گئی اور آرام طلبی کی جب کسی قوم کو عادت پڑ جاتی ہے وہ پھر لڑ نہیں سکتی۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل ، طاؤس و رباب آخر!

چنانچہ عربوں کو آرام طلبی اور عیاشی میں لگا کر ان کو امریکہ پر انحصار کی عادت ڈال دی گئی اور دوسری طرف 10 سال قبل عرب میں فری سروسز تمام ختم کر دی گئیں جیسے فری میڈیکل وغیرہ۔ اس کے نتیجے میں جو احتجاج اور مزاحمت پیدا ہوئی اس کو بھی امریکہ نے کیش کیا، تیسری طرف ایران کو کھڑا کر کے عرب حکمرانوں کو خوف میں مبتلا کیا گیا۔ اسی طرح ہنری کسنجر کہتا ہے کہ جب سوویت یونین کو تباہ کرنا مقصود تھا تو ہم نے اسے چاند پر پہنچنے کی دوڑ میں لگا دیا۔ چنانچہ اس کا سارا پیسہ سپیس پروگرام پر لگ گیا اور فاقوں تک نوبت جا پہنچی۔ یہاں تک کہ عورتیں ایک ڈبل روٹی کے لیے جسم بیچنے لگیں۔ پھر جب دوبارہ روس کو کھڑا کرنا مقصود ہوا تو امریکہ نے دو کام کیے۔ ایک تو بڑے پیمانے پر (تقریباً 70 لاکھ) روسی عورتوں سے شادیاں کر کے انہیں دنیا بھر میں قحبہ گری پر لگایا گیا۔ اس کام کو امریکہ خود کنٹرول کر رہا تھا۔ دوسری طرف روس کے پاس بیچنے کے لیے صرف ایک چیز تھی اور وہ تھی پیس فل نیوکلیئر ٹیکنالوجی۔ اس کام کو بھی امریکہ نے ہینڈل کیا اور دنیا میں یورینیم سپلائی ہونے لگی۔ اس طرح جب روس کے پاس پیسہ آگیا تو وہ اب دوبارہ میدان میں ہے۔ اسی طرح چائنہ پر انڈیا کا اور اکانومی کا خوف مسلط کیا گیا۔ ویسے بھی چینیوں کے پاس ایک ہزار ٹریلین سرپلس ہوگئے تو انہوں

> عربوں کو خدشہ ہے کہ اگر قطر نے صورت حال کو ٹھیک نہ کیا تو کہیں شام، عراق، مصر، فلسطین اور افغانستان کے تحریکی قطر میں جمع ہو کر اس کو اپنا مرکز نہ بنا لیں۔

نے انوسٹمنٹ کا سوچا اور افریقی ملکوں کے ساتھ تیل کے معاہدے کیے۔ اب ظاہر ہے چائنہ کا راستہ تو یہی سی پیک ہے لہٰذا ہنری کسنجر کہتا ہے کہ ہم نے چینیوں کو اس پورے خطے میں ایک نئی دوڑ میں لگا دیا اس طرح کہ چائنہ کے پاس لڑنے کا کوئی راستہ نہیں رہے گا کیونکہ سی پیک چار ملکوں پر بُری طرح اثر انداز ہوگا: دوبئ، قطر، ایران اور سعودی عرب۔ اب یہ سارے ملک پاکستان کے خلاف کھڑے ہوں گے اور یہاں بھی ایک جنگ پیدا ہوگی۔ تیسری طرف ہنری کسنجر کہتا ہے کہ ہم نے ایرانی سطوت کو ہوا دی۔ وہ کہتا ہے جب یہ جنگ شروع ہوگی تو پھر اسرائیل کی طاقت سامنے آئے گی اور اسرائیل کی پوزیشن یہ ہے کہ 2016ء میں دنیا میں سب سے زیادہ یعنی 6.9 بلین ڈالر کا اسلحہ بیچا ہے۔ 75 فیصد ڈرونز اس وقت اسرائیل میں بن کر بک رہے ہیں۔ اب شام اور عراق تباہ ہیں، اردن کی حیثیت ہی کیا ہے، لبنان کو حزب اللہ کی مہربانیوں نے تباہ کر دیا۔ لہٰذا اسرائیل کے لیے اب سرحدیں پھیلانا کوئی مشکل نہیں رہا۔ قطر میں آئے گا تو سعودی تو خوش ہوں گے اور UAE میں تو سب غیر ملکی ہیں جو اسرائیل کو ویلکم کریں گے۔ اسی طرح کویت میں کون لڑے گا؟

سوال: کیا اسرائیل کی اتنی آرمی ہے کہ وہ اس سارے علاقے میں لڑ سکے؟

جواب: اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ کا لاہور میں جو چار کنال کا گھر ہے، ایک بہت بڑا پلازہ ہے جس کا آپ کو کرایہ آتا ہے اور آپ کی فیکٹریاں اور ملیں ہیں ان سب کو چھوڑ کر آپ بلوچستان کے شہر نوکنڈی چلے جائیں جہاں نہ پانی ہے، نہ گیس ہے، نہ دیگر سہولیات ہیں، جنگلی جانور اور بلوچ آپ کی جان کے دشمن ہیں تو آپ میرا کہنا مانیں گے؟ لیکن یہود پیرس، نیویارک، کیلی فورنیا، بروکلین جیسے صنعتی اور خوشحال علاقوں سے نکل کر اسرائیل کے صحراؤں میں آ کر بسے ہیں تو اس اُمید کے ساتھ کہ ان کا جو عالمی حکومت کے حصول کا مشن ہے اس میں وہ ضرور کامیابی حاصل کریں گے۔ اب عالمی حکومت کے لیے دو ہی طریقے ہیں یا تو آپ کا سائز امریکہ کی طرح بڑا ہونا چاہیے۔ یا پھر زمین چھوٹی ہونی چاہیے۔ اب اسرائیل کا سائز تو بڑا ہو نہیں سکتا کیونکہ آبادی اتنی نہیں ہے لہٰذا اس وقت اسرائیل کی ساری پلاننگ یہ ہے کہ زمین چھوٹی ہونی چاہیے اور زمین چھوٹی کیسے ہوگی؟ وہ جو ملحمۃ الکبریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ 100 میں سے صرف ایک آدمی بچے گا باقی سارے مارے جائیں گے اور ایک پرندہ اُڑتا ہوا آئے گا مگر اسے بیٹھنے کے لیے خالی زمین نہیں ملے گی بلا آخر وہ تھک ہار کر کسی لاش پر گرے گا۔ یعنی اتنا خون خرابہ ہوگا۔ آپ سوچیں کہ ایک ایٹم بم سے کتنی تباہی پھیلتی ہے جبکہ صرف روس کے پاس اس وقت 2800 وارہیڈز ہیں۔

سوال: ہنری کسنجر نے عام آدمی کے لیے جو حل پیش کیا ہے وہ کیا ہے؟

جواب: عام آدمی کے لیے اس کے حل اور نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں بڑی مماثلت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنی جو بھی متاع ہو اس کو لے کر دور جنگلوں میں چلے جانا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا۔ اس نے بھی یہی کہا ہے کہ اپنے پاس ذخیرہ خوراک لے کر دور بیابانوں اور جنگلوں میں چلے جاؤ اور اپنے ساتھ اسلحہ بھی رکھ لو کیونکہ بھوکوں اور ننگوں کے لشکر تم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے جیسا کہ دجال کے حوالے سے احادیث میں آتا ہے کہ خوراک کی شدید قلت ہوگی۔ اس وقت دنیا میں 10 کمپنیاں ایسی ہیں جن کے پاس دنیا کی 90 فیصد خوراک ہے۔ اب اگر وہ بند کر دیں تو دنیا میں فاقے آجائیں۔ اب بیج بھی انہوں نے ایسے بنائے ہیں اگر کوئی اور بوئے گا تو فصل بے کار ہوگی۔ یعنی اصل بیج ان کے پاس رہے گا۔

سوال: جیسا کہ یاجوج ماجوج کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ جب وہ نکلیں گے تو دنیا سے خوراک اور پانی کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا؟

جواب: مستند احادیث میں پوری دنیا کے پانی کا نہیں بلکہ صرف بحیرہ طبریہ کے پانی کا ذکر ہے جو دنیا میں میٹھے پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ یاجوج ماجوج کے لشکر کا پہلا حصہ جب وہاں سے گزرے گا تو وہ پانی پی لے گا، آخری حصہ جب وہاں سے گزرے گا تو وہ کہیں گے یہاں کبھی پانی تھا۔

سوال: احادیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ پوری دنیا پر اسلام غالب ہو کر رہے گا، مگر ان حالات میں جو ہنری کسنجر کے خیال میں پیش آنے والے ہیں ابھی وہ زمانہ قریب دکھائی نہیں دیتا؟

جواب: اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ زمانے کی باگ اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، ہو سکتا ہے کل ہی آجائے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

سوال: دورفتن کی جو احادیث ہیں ان کا انطباق موجودہ صورت حال پر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: صرف دورفتن کی احادیث ایسی ہیں جن میں علم رجال پر بہت کم کام ہوا ہے۔ کئی من گھڑت احادیث بھی ہیں۔ اس حوالے سے سب سے اہم کتاب ہے نعیم بن حماد کی جس کا ابھی تک اُردو میں ترجمہ ہی نہیں ہوا تھا، ابھی میں نے کروایا ہے اور اس کے دیباچے میں یہی درخواست کی ہے کہ میں رجال کا عالم نہیں ہوں جو کوئی رجال کا عالم ہو تو وہ ان میں چھان پھٹک کرے۔ امام مہدی کے حوالے سے احادیث میں اگر کچھ اختلاف ہے تو انہیں الگ کر دیں لیکن ایسی احادیث جن میں شام کا ذکر ہے، عراق کا ذکر ہے اور جن میں تباہی اور جنگ کا ذکر ہے ان پر تو کام ہونا چاہیے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ تمام ابراہیمی مذاہب میں آخر زمانے کے بارے میں ایک سبق موجود ہے اور وہ منتظر ہیں کسی نہ کسی کے۔ اس وقت بھی اسرائیل کے لیے ٹرمپ نے تحریک اس لیے چلا رکھی ہے کیونکہ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ جب تک یہودی ہیکل سلیمانی نہیں بنالیں گے تب تک عیسیٰؑ نہیں آئیں گے۔ لہٰذا یہودیوں کی مدد کرو تاکہ وہ جلد از جلد ہیکل سلیمانی تعمیر کریں اور عیسیٰؑ تشریف لائیں۔ ٹرمپ جس علاقے میں رہتا ہے سب سے زیادہ یہودی اسی علاقے میں رہتے ہیں۔ بروکلین میں کوئی یہودی عورت بے پردہ نظر نہیں آئے گی۔ وہاں یہودی اپنے اصل لباس اور وضع قطع کے ساتھ نظر آتے ہیں ایک اور چیز جس کے لیے ہمیں شرمندہ ہونا چاہیے۔ کینسٹ میں ان کا جو پہلا اجلاس ہوا ہے اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم کوئی ایسی کتاب نہیں بنائیں گے جس کی اہمیت تالمود اور تورات سے زیادہ ہو۔ لہٰذا اسرائیل کا آئین تورات ہے۔ پاکستان میں آئین کی خلاف ورزی کی سزا موت ہے لیکن قرآن کی خلاف ورزی کی سزا موت نہیں ہے۔

سوال: ان حالات میں پاکستان کی پالیسی کیا ہے اور کیا ہونی چاہیے؟

جواب: چاہے قطر ہو، سعودی عرب ہو یا امریکہ ان کے مفادات صرف پاکستانی حکمرانوں سے وابستہ ہیں نا کہ پاکستانی قوم سے۔ اگر قطر گیس بند کر دے گا تو صرف چند لوگوں کا کاروبار بند ہو جائے گا۔ پچھلی دو حکومتوں میں زرداری اور نواز شریف نے 40 ملین ڈالر قرضہ لیا ہے، وہ کہاں صرف ہوا؟ پاکستان کی موروثی معیشت اتنی اچھی ہے کہ اگر ہم ایک روپے کا بھی قرضہ نہ لیں تو ہمارا کاروبار حکومت بہت اچھا چل سکتا ہے۔ تقسیم برصغیر سے پہلے ایک روپے کا قرضہ نہیں تھا صرف 9 فیصد مالیہ یا آبیانہ ہوتا تھا، دنیا کی سب سے بڑی ریلوے لائن یہاں بچھی ہے، دنیا کا سب سے بڑا کمیونیکیشن سسٹم یہاں بنا ہے، شاندار پوسٹل سروس بنی ہے، سول سروس بنی ہے۔ شاندار عمارتیں بنی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی قرضے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر ان لوگوں کو سر پہ چڑھایا ہوا ہے اور ہمیشہ وہ ہمارے معاملات کو خراب کرتے ہیں۔ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا عالمی طاقتوں کا سب سے بڑا ایجنڈا ہے۔ سعودیہ عدم استحکام کا شکار ہو جائے کوئی فرق نہیں پڑتا، ایران ہو جائے، مصر ہو جائے کیونکہ ان ممالک سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہیں رہا۔ پاکستان کے بارے میں 1967ء میں جب فرانس میں یہودیوں کا دن منایا گیا تھا تو بن گوریان نے کہا تھا کہ Pakistan is our Ideological equal، ہمیں ہمیشہ اس سے خطرہ رہے گا۔ آپ دیکھ لیں قطر کا شہزادہ جا کر اسرائیل میں تعلقات بنا لے تو کوئی پوچھتا تک نہیں ہے، دریائے نیل کے اندر ایک خوبصورت جزیرہ ہے زملق، وہاں اکثریت میں لوگوں نے اسرائیلی عورتوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں۔ وہاں سے بس آتی ہے سیدھی تل ابیب تک، کوئی نہیں پوچھتا۔ لیکن اگر آج پاکستانی حکمران کہہ دیں کہ ہم اسرائیل سے تعلقات بنائیں گے تو پاکستانی اس کا ناطقہ بند کر دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں نظریاتی اساس بڑی ٹھیک ٹھاک ہے۔ لہٰذا پاکستان کو یہود غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اب 79 ملین ڈالر جو قرضہ ہے اس کے بدلے دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے چنانچہ ڈیمانڈ ایک ہی کی جائے گی کہ اپنا نیوکلیئر پروگرام ختم کر دو۔ چنانچہ پاکستان ہدف ہے اور اس ہدف کے گرد سرکل بنایا گیا ہے اسرائیل، انڈیا، ایران اور افغانستان۔ صرف ایک چائنہ کا چھوٹا سا کوریڈور رہ گیا ہے باقی کچھ نہیں۔

سوال: سعودی عرب نے قطر کے ساتھ جو کیا، کیا یہ پاکستان کے لیے ایک مثال نہیں ہے کہ اگر پاکستان نے بھی سعودی عرب کی نہ مانی تو سارے عرب ملک مل کر پاکستان کے ساتھ بھی وہی کریں گے۔ جبکہ 80 لاکھ پاکستانی عرب ممالک سے زرمبادلہ بھیج رہے ہیں۔

جواب: زرمبادلہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ لبنان کی آبادی چالیس لاکھ ہے جبکہ ایک کروڑ بیس لاکھ باہر ہیں تو کیا لبنان نے ترقی کر لی؟ البتہ حج موقوف ہو جائے گا جیسا کہ ایران کا ایک سال رہا۔ آج اگر جنگ شروع ہو جائے تو سعودی عرب تو گھِر جائے گا توجہ کے لیے کہاں سے جائیں گے؟

سوال: پاکستان کے پاس کیا حل ہے؟

جواب: جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق اپنی پالیسیوں کو، اپنی حکومت کو، اپنی معیشت کو اور اپنے نظام کو ٹھیک نہیں کریں گے آپ بچ نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی اس زمانے میں موجود ہو وہ اس جنگ سے باہر آجائے۔ میں نے عمان کے لوگوں سے پوچھا کہ یمن سے آپ کی سرحدیں ملتی ہیں اور آپ لوگ اتنے پُرامن ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے آپ کو اس جنگ سے الگ کر لیا ہے، ہمارے ایران کے ساتھ بھی تعلقات ہیں اور سعودی عرب کے ساتھ بھی۔ حالانکہ عمان غریب ملک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گریٹ گیم سے نکل آؤ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے حکمران وہاں پناہ لیتے ہیں، وہاں سے پیسے لیتے ہیں اور ان کے احسانات کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اس لیے نکل نہیں سکتے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

گرم ہے پھر جنگ اقتدار......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

یہ تصویر ایک امریکی فوجی گاڑی کی تھی جو طالبان حملے کا نشانہ بنی تھی۔ گاڑی کیا یہ ایک دیوہیکل ناقابل تسخیر قلعہ نظر آتا ہے۔ امریکہ نے 16 سال دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی، محیرالعقول، حساس ترین نشانہ بازی کی صلاحیت رکھنے والا اسلحہ، بری فضائی افواج کی بے پناہ قوت افغانستان میں جھونکی۔ اتحادی ممالک کی مشترکہ عسکری قوت، صلاحیت، پلاننگ، مہارت سبھی کچھ اس جنگ میں امریکہ، نیٹو کو حاصل تھا۔ پاکستان کی مکمل مدد، پشت پناہی، تعاون پوری فدویت کے ساتھ حاضر تھی۔ ایک لاکھ 10 ہزار ہائی ٹیک فوجی نیٹو امریکہ کے تھے۔ 3 لاکھ افغان فوجی ان نہایت ماہر ہاتھوں نے تربیت دے کر افغان فوج کھڑی کر دی جنہیں مسلح بھی ان کے مائی باپ امریکہ نے کیا۔ 4 لاکھ 10 ہزار کی فوج، تیس چالیس ہزار افغان طالبان (پورے افغانستان میں بکھرے چھپے گوریلا مجاہد) کے مقابل ٹھہر نہ سکی۔ اتحادیوں نے پیمپر سنبھالتے ہوئے رخصت چاہی۔ ایک ایک کر کے تمام ممالک تابوت اٹھائے، دبے پاؤں چل دیے۔ بیچارہ امریکہ اپنا بوجھ اٹھائے تنہا رہ گیا۔ 8 ہزار چار سو امریکی فوجی اب بھی افغانستان میں چرکے کھانے کو موجود ہیں۔ اب امریکی وزیر دفاع جیمز میٹس یہ کہنے پر مجبور ہو گیا: افغانستان میں ہم طالبان کے خلاف جنگ نہیں جیت رہے۔ امریکہ کامیاب نہیں ہو رہا۔ امریکہ شکست سے دوچار ہے۔ طالبان کا اثر و رسوخ افغانستان میں تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ نئی جنگی حکمت عملی تیار کی جائے گی۔ سوال تو یہ ہے کہ تاریخ کی مہنگی ترین جنگ، ہر حکمت عملی آزما کر بھی اگر جیتی نہیں جا سکی تو مزید چند ہزار امریکی فوجیوں کی آمد، تابوتوں کے کاروبار کو فروغ تو دے سکتی ہے فتح سے ہمکنار کیونکر کر سکتی ہے؟ پھر سے مرنے کو ہیں تیار ذرا سوچو تو!

16 سال دہشت گردی کا ڈھول پیٹا۔ افغانستان پر، نہتی، جنگوں کی ماری غریب و تہی دست قوم پر حملہ آور 49 ممالک اور ان کا سرغنہ امریکہ تو دہشت گرد نہ تھا۔ یہ قوم دہشت گرد تھی؟ بجا فرمایا! ایک نہتی بے سروسامان قوم یکے بعد دیگرے برطانیہ، روس اور اب امریکہ نیٹو اتحادیوں کی مشترکہ قوت کا اگر بھیجا نکال سکتی تھی ﴿فَیَدْمَغُهٗ﴾ (الانبیاء:18) تو یقیناً یہ دہشت زدہ کر دینے والی قوم ہے اور اسی لیے دہشت گرد ہے۔ خوف کی گرد اور دھول سے، گھن گرج سے ان کے کلیجے شق ہو رہے ہیں۔ دہشت گردی ایک کوڈ ہے، جس کا ترجمہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ رمضان، ماہ جہاد ہے۔ اپنے جلو میں یوم الفرقان (بدر کا معرکہ)، محمد بن قاسم کے ہاتھوں برصغیر میں اسلام کی آمد، طارق بن زیادؒ کے ہاتھوں سپین (یورپ) میں اسلام کی فتوحات لے کر آیا ہے۔ یہ تینوں واقعات کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دینے، ہیبت طاری کر دینے والے ہیں۔ عقلوں پر ماتم تو ہم مسلمانوں کا ہے کہ جنہوں نے اس اصطلاح کو قبول کیا۔ میڈیا کے ذریعے اس کو دلوں، دماغوں میں بو دیا۔ امریکہ، بھارت، اسرائیل، نیٹو کی ساری خون آشامیاں تو مہذب، شائستہ، پاک پوتر ٹھہریں۔ مقابل آنے والے دنیا بھر میں مسلمان دہشت گرد قرار پائے۔

تصویروں کی دنیا بھی بسا اوقات بڑی بے رحم ہوتی ہے۔ کیمرے کی آنکھ نہایت بھیانک مناظر بڑی سفاکی سے پیش کر دیتی ہے۔ برما کے اراکان مسلمانوں پر جو بیتی اس کی تاب لانا ان تصاویر کے آئینے میں کسی ذی شعور کے لیے ممکن نہیں۔ جنگل کے درندے بھی جس سے پناہ مانگیں۔ شیر اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ ایسا درندہ نہیں کہ جنگل میں کٹی پھٹی لہولہان لاشیں پٹی پڑی ہوں۔ اپنی خوراک کی خاطر وہ ایک جانور مارتا ہے۔ اپنا پیٹ بھر کر باقی ماندہ چھوٹے جانوروں کے لیے صدقہ خیرات کر دیتا ہے۔ اسفل السافلین اس سفاک بری قوم کے لیے پوری دنیا کے ایوانوں میں کہیں بھی دہشت گرد کا لقب نہیں پڑھا سنا۔ صرف ایک تصویر ملاحظہ ہو، دو طویل قطاریں انسانی لاشوں کی ڈھیر ہوئی پڑی ہیں۔ تصویر جن کا احاطہ کر رہی ہے سینکڑوں اوپر تلے نظر آ رہی ہیں۔ ان کے درمیان درجن بدھ بھکشو (راہب) اپنے لال رہبانی چوغے میں ملبوس (جو شاید مسلم خون میں رنگے گئے ہوں گے) ان کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ وہ جو چیونٹی مارنے کی اجازت نہیں دیتے شاداں و فرحاں انسانیت کے ذبیحے کے بیچ موجود ہیں۔ گائے مارنے ذبح کرنے پر گاؤں کے گاؤں بھارت اجاڑ دیتا ہے مسلمانوں کے۔ اب یہی مسلم کشی کی بیماری سری لنکا کو جا لگی ہے اور مسلمانوں کی شامت ہے۔ لیکن المیہ پھر وہی ہے کہ انتہا پسند یہ لاشیں ہیں۔ بدھ بھکشو انتہا پسند دہشت گرد نہیں، شیوسینا بھی نہیں۔ امن کی فاختاؤں کے یہ عالمی غول مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں! پوری مسلم دنیا اس پر خاموش ہے۔

افغانستان میں جہاد کی ہیبت نے امریکہ کو یہ سبق سکھا دیا ہے بخوبی، کہ مسلمان سے کئی ہزار کھرب لٹا کر بھی نمٹنا ممکن نہیں۔ سو اس کے علاج کے نئے طریقوں میں قطری ماڈل ہے۔ انتشار، تفرقہ، اختلاف، ضد بازی، کشمکش کی سرسریاں مسلمانوں کے بیچ چھوڑ دو۔ اندر سے کھوکھلے ہو جائیں گے۔ دنیا پر اس وقت جاہل ڈکٹیٹر شپ کا غلبہ ہے۔ جمہوریت کے سہانے خواب تو خود مغرب میں ٹرمپ نے چکنا چور کر دیے۔ دنیا پر پس پردہ حکمرانی ایجنسیوں کی ہی۔ امریکہ سے لے کر تیسری دنیا تک۔ امریکہ میں ٹرمپ جیسا اول جلول کردار لایا گیا ہے۔ امریکہ کے تھنک ٹینکوں، یونیورسٹیوں، دانشوریوں، اعلیٰ تعلیم، تحقیقی اداروں کا منہ چڑاتے ہوئے ایسا شخص جو سارے اصول قاعدے ضابطے بالائے طاق رکھ کر نرالی سیاست کاری کا ذائقہ چکھا سکے۔ جو تماشا اس نے مشرق وسطیٰ میں لگا کر مسلم حکمرانوں کے سینگ باہم الجھا دیے ہیں یہ کسی مہذب، نارمل، صحیح الدماغ باشعور سیاست دان صدر کے بس کا روگ نہ تھا۔ قطر کی خود مختارانہ خودسری کو مزہ چکھانے کے لیے ٹرمپ ہی یہ سب کر سکتا تھا۔ کریلے پر نیم چڑھانے کو اس کی بیٹی اور یہودی داماد مزید میسر ہیں۔ بھلے امریکی ٹرمپ پر کتابیں لکھیں: ڈونلڈ ٹرمپ کا خطرناک کیس اس کی دماغی صحت پر برملا شبہے کا اظہار کریں۔ لیکن وہ دجالی منصوبوں کی تکمیل کے لیے نہایت موزوں ہے۔ واشنگٹن پوسٹ میں اس کی کابینہ کی میٹنگ میں تیسری دنیا کے وزیروں کی مانند خوشامد کی حدیں توڑتے ٹرمپ کابینہ کے ارکان کا تذکرہ بہ صد حیرت کیا گیا ہے۔ شاید امریکی اسٹیبلشمنٹ حسنی مبارک، حافظ الاسد، قذافی طریق ہائے سیاست سے متاثر ہو کر وہ ماڈل اپنے ہاں کاشت کر رہی ہے۔ مقصد براری کے لیے ڈکٹیٹر شپ سے زیادہ موزوں طرز حکومت اور کونسا ہو گا!

ادھر پاکستان میں بڑے بڑے سانحوں کے ذمہ دار اور سورما ہائے لوٹ مار ہو گزرے ہیں۔ احتساب کی کہانی چلے تو کون بچے گا ہماری تاریخ میں؟ لیکن سانحۂ مشرقی پاکستان کا المیہ احتساب سے بالاتر رہا۔ ساری دنیا میں معروف سیاہ کاریوں بھرا کردار یحییٰ خان کس طرح قومی پرچم میں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا! جنرل نیازی کے احتساب یا سزا، پیشی کی جرأت کس میں تھی؟ پرویز مشرف عدالتوں سے آنکھ مچولی کھیلتا پوری قوم کو امریکی ڈالروں کے عوض بیچ کر، ہمارے مقدر میں غلامی کی طویل سیاہ رات بھر کر صاف چھوٹ گیا۔ پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو! فرق صرف اتنا ہے کہ حقیقی حکمرانی ملک پر لاٹھی والوں کی ہی رہی ہے۔ سارے دھرنے، سارے پاناما، تمام تر پیشیاں ہر کرسی والے کو دباؤ میں رکھ کر مار ڈالنے کے لیے ہیں۔ یہ سنجیدہ سوال اب بجا طور پر ہر حلقے سے اٹھ رہے ہیں کہ جرنیلوں، ججوں کے احتساب کے دروازے بھی اب اسی طرح کھلنے چاہئیں۔ صرف لاپتہ افراد کا معاملہ دیکھ لیجیے۔ پوری قوم، عدلیہ، میڈیا، سیاست دان دم سادھے ہے۔ ہزاروں شہریوں کی گمشدگی اور پھر نامعلوم لاشوں کی خبریں جو خاندان والوں سے بالا بالا دفن کر دی جاتی ہیں۔ 18 کروڑ گواہوں کے سامنے یہ معاملہ سالہا سال سے رواں دواں ہے۔ اب طویل عرصے بعد سینٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے حقوق انسانی کے سپرد کرنے اور انٹیلی جنس اداروں کو قانون اور پارلیمنٹ کے تابع لانے کا مطالبہ سینیٹر حمداللہ (JUI) کی جانب سے آیا ہے، جس کی تائید حکومت، اپوزیشن جماعتوں کے ارکان نے بھی کی ہے، کہ کوئی مجرم ہے تو جرم بتا کر کھلی عدالت میں پیش کیا جائے۔ حکومت 60 دنوں کے اندر لاپتہ افراد کے معاملے پر بل لائے۔ انصاف کی دہائیاں دیتے اگر نواز شریف خاندان کو کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکتا ہے تو لاپتگان کی بازیابی، قیامت کے دن کا انتظار کیوں کرے؟ عوام کے ٹیکسوں پر پلنے والے ادارے ننھے معصوم بچوں کو باپ کی خبر نہ ہونے دیں کہ وہ زندہ ہیں یا بچوں کو یتیم کر گئے؟ وہ کس کال کوٹھڑی میں مقید ہیں؟ دہشت گردی کی عفریت کے نام پر اہل دین کو اجاڑنے کا ایک لامتناہی تسلسل ہے جس پر سینیٹر حمداللہ (اپنا کارکن اٹھائے جانے پر) گرجے برسے ہیں! اللہ دنیا کا امن سکھ چین لوٹا دے۔ قبولیت کی رمضانی گھڑیوں میں اب یہی ایک دعا ہے! ورنہ:

اہل ہوس میں گرم ہے پھر جنگ اقتدار
شعلوں کی زد میں سارا گلستاں ہے دوستو!

☆☆☆

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 31 جولائی سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین و حضرات 31 جولائی کو صبح 8:30 بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

داخلہ کے خواہشمند 31 جولائی تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem.org
ندیم سہیل
0322-4371473

ہمارا میڈیا اور اشتہاری کمپنیاں

محمد سمیع

ہمارے میڈیا اور اشتہاری کمپنیوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کو شیطان کے نقش قدم کی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ شیطان کے نقش قدم کی پیروی یہ ہے کہ اس کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ اس کے مشن کے بارے میں ایک سے زیادہ مقامات پر آیا ہے کہ شیطان تمہیں برائی اور فحش باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اب اگر کوئی ادارہ فحاشی کے فروغ کو کاروبار کا ذریعہ بنالے صرف اس لیے کہ اسے مالی منفعت حاصل ہو تو اس کے وابستگان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس کے مشن کی پیروی کر رہا ہے۔ اگر کوئی خاتون سر عام ایک آنکھ دبائے کھڑی ہو جو معاشرے میں ایک ناشائستہ حرکت سمجھی جاتی ہے تو لوگ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ ابھی پچھلے دنوں ملک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار کے فرنٹ پیج پر ایک اشتہار شائع ہوا جس میں ایک خاتون کی تصویر لگی ہوئی تھی جس نے اپنی ایک آنکھ دبا رکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ اشتہار کسی اشتہاری کمپنی نے اس اخبار میں اشاعت کے لیے بھیجا ہوگا۔ اگر اس اشتہاری کمپنی کے وابستگان سے یہ سوال کیا جائے کہ اگر آپ کے گھر کی کوئی خاتون، ماں، بہن، بیوی یا بیٹی یہ حرکت کرے تو آپ اسے گوارا کر لیں گے۔ جس خاتون کی یہ تصویر اشتہار میں لگائی گئی وہ یقیناً ایک ماڈل گرل ہوگی جس کی خدمات حاصل کرنے کے لیے اسے معاوضہ ادا کیا ہوگا۔ اگر اس اشتہاری کمپنی کے وابستگان اس خاتون کی ایسی تصویر چھاپنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تو وہ اپنے گھر کی کسی خاتون کی ایسی ہی تصویر استعمال کر کے اس معاوضے کو بھی بچا سکتے تھے جو انہوں نے اس ماڈل گرل کو ادا کیا ہوگا۔ ہم اس نبی ﷺ کے امتی ہیں جن کا فرمان عالی شان ہے کہ جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرو۔ یقیناً کوئی یہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کے گھر کی کوئی خاتون ایسی فحش حرکت کرے، تو سوال یہ ہے کہ دوسرے گھر کی خاتون کے لیے یہ بات کیوں پسند کی گئی اور اخبار کے لاکھوں قارئین کے سامنے اس کی تصویر کیوں اشتہار کی صورت میں پیش کی گئی؟ کیا یہ فحاشی کی اشاعت نہیں۔ یقیناً یہ فحاشی کے فروغ کی ایک ناشائستہ حرکت ہے تو جس نے بھی یہ حرکت کی، اسے سوچنا چاہیے کہ اگر کوئی اسے شیطان کا چیلا قرار دے تو کیا یہ غلط ہوگا۔ یہ تو فحاشی کے فروغ کی ایک معمولی مثال ہے ورنہ اخباروں کے صفحات پر، رسالوں کے سرورق پر، ٹیلی ویژن کے اسکرین پر، سڑکوں پر ہورڈنگز اور بل بورڈز پر جو کچھ ہمارے سامنے آتا ہے، اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں مال کمانے کی جدوجہد میں اپنا دین وایمان سب کچھ فروخت کر رہے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب اخبارات میں کوئی فلمی صفحہ نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ فلمی رسالے شائع ہوا کرتے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ روزانہ کی بنیاد پر صفحے کے ایک چھوٹے سے حصے پر شوبز کے عنوان سے فلمی اداکاروں اور اداکاراؤں کی تصویریں اور خبریں شائع ہونی شروع ہوئیں۔ کچھ عرصے تک یہ سلسلہ جاری رہا لیکن اخباری مالکان کی اس سے تشفی نہیں ہوئی اور ہفتہ میں ایک بار شوبز کے صفحے پر مستزاد ایک پورا صفحہ فلمی ایڈیشن کے طور پر شائع ہونا شروع کر دیا۔ مذکورہ بالا کثیر الاشاعت اخبار کے مالکان کی اس پر بھی تشفی نہیں ہوئی تو روزانہ ایک صفحہ اس مقصد کے لیے مخصوص کر دیا گیا اور ہفتہ وار فلمی ایڈیشن اس پر مستزاد شائع ہوتا ہے۔

ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کہلاتا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ عالم اسلام میں یہ ایک واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ اس اسلامی جمہوریہ میں عریانی وفحاشی کا ایک سیلاب برپا ہے۔ کیا یہ اس ملک کے ارباب اقتدار کا فرض نہیں تھا کہ وہ اپنی دینی ذمہ داری پوری کرتے اور اس سیلاب کے آگے بند باندھتے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم برائے نام مسلمان ہیں اور ہم دینی احکامات کو جاننے کی کوشش کریں، اس کے لیے ہمارے پاس اتنا وقت کہاں ہے۔ ہمیں تو یہ پڑھا دیا گیا ہے کہ Time is money۔ ہمیں Time کو Money میں Convert کرنا ہے۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ Time کو Cash کیا جانا چاہیے لیکن وقت کو ایسے کاروبار یا ملازمت میں لگایا جائے جو حلال ہو۔ حرام میں منہ نہ مارا جائے۔ حلال پر اکتفا کیا جائے تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ہے اور حرام میں منہ مارا جائے تو اس کا نتیجہ دنیا میں ذلت وخواری کی صورت میں نکلتا ہے اور جس کا نتیجہ دنیا میں ذلت وخواری ہو، آخرت میں باعث عزت کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر ہم دینی تعلیمات سیکھنے میں وقت لگائیں تو اس کے نتیجے میں ہمیں مال تو حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن دینی تعلیم کا حصول ہمارا دینی فریضہ ہے۔ ہمارے ارباب اقتدار کی سرگرمیوں سے کون آگاہ نہیں۔ وہ تو عام آدمی سے زیادہ مصروف ہیں لہٰذا وہ بھی دین کے احکامات سیکھنے کے لیے وقت بھلا کہاں نکال پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جو سورۃ اخلاص کی درست تلاوت نہیں کر پاتے اور وہ بھی ہیں جو اس شک میں مبتلا ہیں کہ قرآن 30 پاروں پر مشتمل ہے یا 40 پاروں پر۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین کو یہ سن کر حیرت ہو کہ یہاں ایک تنظیم ایسی بھی ہے جس نے فحاشی جیسی برائی کی اشاعت کو دینی احکامات کے خلاف سمجھا اور اس نے ایک عوامی مہم چلائی جس میں انہوں نے حکام سے مطالبہ کیا کہ اس برائی کا ملک سے خاتمہ کیا جائے۔ لاکھوں افراد نے اس مہم میں دستخط کیے۔ طے یہ ہوا کہ وزیر اعظم صاحب سے بنفس نفیس ملاقات کر کے ان کے سامنے عوام کا دستخط شدہ مواد پیش کیا جائے۔ لیکن آپ جانیں ہمارے وزیر اعظم صاحب کتنی مصروف شخصیت ہیں۔ چونکہ ان کے پیش نظر دنیوی ترقی ہے لہٰذا دنیا ان کے پاؤں کی زنجیر بنی ہوئی ہے۔ جب ملاقات کی کوئی سبیل نہ نکلی تو عدالت کا راستہ اختیار کیا گیا۔ دوران سماعت جج صاحب نے ایک سوال کھڑا کر دیا کہ فحاشی کی تعریف بیان کی جائے۔ سماعت طویل عرصے سے جاری ہے جس کا سلسلہ ختم ہونے کو نہیں آتا۔ غالبؔ کے اس شعر پر مضمون کو ختم کرتا ہوں

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیا کسی سے گلہ کرے کوئی

بہر حال برائی کے خلاف آواز اٹھانا ہمارا دینی فریضہ ہے اور اسے ہر سطح پر جاری رہنا چاہیے۔

اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے

محمد اسلم شیخوپوری

اسلام نے ہر شعبے میں پاکیزگی کا حکم دیا ہے، عقائد واعمال کے علاوہ ذریعہ معاش کے بھی پاک ہونے پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ''اکل طیب'' (کھانا پاک ہونے) کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت 172 میں ہے:

''اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔''

سورۃ المومنون کی آیت 51 میں ہے: ''اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا تو وہاں بھی یہ قید لگادی کہ مال پاک ہونا چاہیے۔

سورۃ البقرہ کی آیت 267 میں ہے: ''اے ایمان والو! خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم کماؤ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے۔''

احادیث میں بھی پاکیزہ روزی کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جس شخص کا ذریعہ معاش حرام اور ناجائز ہوگا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک ہی قبول کرتا ہے، اللہ نے سارے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے انبیاء کو دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اے پیغمبرو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک اعمال کرو بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اور یہ بھی فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں''۔ اس کے بعد آپ ؐ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر طے کر کے آتا ہے، پراگندہ بال ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یا رب، یا رب، لیکن اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے، اس کے جسم کو حرام سے غذا دی گئی ہے، اس کی دعا کہاں قبول ہوگی؟'' (صحیح مسلم)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے اپنے لیے صرف پاکیزہ ہی کو پسند فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے، اس لیے وہ صرف پاک ہی سے محبت کرتا ہے، خواہ کوئی عمل ہو یا کلام یا صدقہ وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔'' (نظرۃ النعیم: ج2، ص 485) یہی انسانوں کا حال ہے جو پاک اور سعادت مند ہوتا ہے، وہ صرف پاک چیز پر ہی راضی ہوتا ہے۔ اسی سے اس کو سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے ایسا پاکیزہ کلام صادر ہوتا ہے جو بارگاہ الٰہی میں شرف باریابی پاتا ہے۔ ایسے شخص کو فحش گفتگو، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان اور ہر خبیث کلام سے شدید نفرت ہوتی ہے۔ وہ صرف ایسے اعمال کی طرف مائل ہوتا ہے جنہیں شریعت، عقل اور فطرت اچھا قرار دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر وہ ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اس کی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دیتا ہے۔ اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت لگا دیتا ہے۔ اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، انہیں تکلیف نہیں دیتا۔ ان کی عزت و آبرو سے نہیں کھیلتا، ان کی اچھائیوں کو پھیلاتا ہے اور ان کی برائیوں اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے۔ اس کے اخلاق بھی اعلیٰ اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حلم و وقار، صبر وشکر، صدق ووفا، تواضع اور رحمدلی، رحمت وسکینت، عفت وطہارت، جود وسخا، شجاعت اور استغناء، محبت اور مروت وخورد ونوش کے لیے حلال اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے، وہ دوستی بھی ایسوں سے لگاتا ہے جو صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ وہ رشتہ بھی وہیں کرتا ہے جہاں کردار وعمل کی پاکیزگی ہوتی ہے۔ گویا وہ ہر اعتبار سے پاک ہوتا ہے اس کی روح بھی پاک، بدن بھی پاک، اخلاق بھی پاک، عمل بھی پاک، کلام بھی پاک، کھانا بھی پاک، پینا بھی پاک، لباس بھی پاک، کلام بھی پاک، دوستی بھی پاک، آنا جانا بھی پاک، ٹھہرنا اور لوٹنا بھی پاک، یہ سعادت مند شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ''وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو، تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔'' (النحل: 32)

طیب اور پاک کی ضد خبیث ہے، جیسے طیب شخص ہر شعبے میں، ہر چیز میں ہر اعتبار سے پاکیزگی پسند ہوتا ہے، اس طرح خبیث شخص کا ہمہ جہت اور ہمہ وقت میلان خباثت کی طرف ہوتا ہے۔ دل میں بھی خباثت، زبان پر بھی خباثت اور اعضاء سے بھی خباثت کے جراثیم پائے جاتے ہیں لیکن وہ سچی توبہ کے ذریعے ان جراثیم کو ختم کرنے اور گناہوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان پر خباثت اور نجاست کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کے برعکس جو توبہ نہیں کر سکیں گے اور طہارت اور خباثت دونوں مادوں کے ساتھ آخری عدالت میں پیش ہوں گے۔

انہیں گندگی سے پاک کرنے کے لیے دوزخ میں ڈالا جائے گا تاکہ وہ جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو سکیں کیونکہ جنت میں کوئی بھی ناپاک شخص داخل نہیں ہو سکے گا، دوزخ میں انہیں اتنی ہی دیر رکھا جائے گا جتنی دیر میں ان کا خبث دور ہونے میں وقت لگے گا، چونکہ مشرک اور کافر کا عنصر بھی خبیث ہوتا ہے اور خباثت اس کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوتی ہے، اس لیے وہ دوزخ میں رہنے کے باوجود خباثت سے پاک نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل ہونے کا حقدار نہیں ہوگا۔

جیسے کتے کو اگر سمندر میں ڈال کر کئی بار غسل دے دیا جائے تو بھی وہ پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مشرک

پاک نہیں ہوسکتا، البتہ اگر وہ دنیا میں کفر وشرک سے توبہ کر لیتا تو اس کا پاک ہونا ممکن تھا۔ دین سے دوری کی وجہ سے ہمارے ہاں پاک ناپاک اور حلال حرام کا امتیاز اٹھتا جا رہا ہے، دولت کی ہوس نے بہت سوں کو اندھا کر دیا، وہ صرف دولت کے طلب گار ہیں چاہے وہ کسی بھی راستے سے اور کسی بھی طریقے سے آئے، ایسے لوگوں کی کمی نہیں جن کا تقویٰ صرف پانی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، اگر پانی میں چڑیا گر کر مرجائے تو انہیں اس کی پاکی ناپاکی کی فکر ہوتی ہے لیکن رزق میں ہاتھی جتنا حرام بھی شامل ہو جائے تو انہیں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔

اگر یہ نقطہ ملحوظ رہے کہ خبیث اور ناپاک مال سے کیا گیا نہ توحج اور عمرہ قبول ہوتا ہے، نہ صدقہ خیرات پر کوئی اجر وثواب ملتا ہے، نہ مساجد اور مدارس میں چندہ دینے سے وہ پاک ہوسکتا ہے، بلکہ اس کے برعکس اس کے نتائج بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اولاد نافرمان ہو جاتی ہے، گھریلو زندگی تلخیوں سے بھر جاتی ہے۔ سکون اور اطمینان عنقا ہو جاتا ہے۔ اس نقطہ کو ملحوظ رکھنے سے ناپاک مال سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ'' جامع مسجد العابد، وارڈ نمبر 7 حیاتسر روڈ گوجر خان'' میں

مبتدی تربیتی کورس

16 تا 22 جولائی 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی
و
مشاورتی اجتماع

21 تا 23 جولائی 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-5564042 / 051-3516574

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ گوجرانوالہ، پھالیہ کے رفقاء ظفر اللہ خان اور عمر فاروق کے والد وفات پا گئے

برائے رابطہ: 0302-7743430

☆ لالہ موسیٰ تنظیم کے رفیق عدنان ندیم کے والد وفات پا گئے

برائے رابطہ: 0302-6295064

☆ گجرات تنظیم کے رفیق حاجی محمد اقبال کی بہو وفات پا گئیں

برائے رابطہ: 0345-6875314

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

قرآن حکیم کی سُورتوں

کے مضامین کا

اِجمالی تجزیہ

از

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الکہف: 136 صفحات، قیمت: 80 روپے

سورۃ مریم تا سورۃ الناس: 256 صفحات، قیمت: 180 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون: 3-042-35869501

A page torn off the books of History:

Secular, Liberal and Modern Islamists' version of the history of Al-Qaeda starts post 9/11 only.

<u>**Written by**</u>**: Ibn-e-Abdul Haque**

Most newspaper columnists and celebrated bloggers conveniently ignore that the geo-political history of the Middle East and South Asia did not abruptly start post 9/11. Nor did organizations like Al-Qaeda with its various flavors suddenly pop out of the blue. Distortions in history, whether made mistakenly or purposely, are no different than aphorizing 'mirror, mirror on the wall…'

Consider merely a few of the plethora of FACTS that have either been extracted from official testimonies or interviews of men in power during the 80's and 90's, sufficient to set the records straight.

> Ex US President Jimmy Carter's National Security Adviser Zbigniew Brzezinski admitted on CNN that the U.S. organized and supported Bin Laden and the other originators of "Al Qaeda" in the 1970s to fight the Soviets.

Brzezinski told Al Qaeda's forefathers – the 'Afghan Mujahidin':

"We know of your deep belief in God and that you are confident that your struggle will succeed. That land over-there is yours and you believe that you will go back to it someday… because your fight will prevail… and that you will have your homes, your mosques, back again … *because your cause is right* … and God is on your side." (Italics added for emphasis)

(Ex) CIA director and Secretary of Defense Robert Gates confirmed in his memoir that the US backed the 'Afghan Mujahidin' in the early 1990's through the 1980s.

MSNBC reported in 1998:

"As his unclassified CIA biography states, bin Laden left Saudi Arabia to fight the Soviet army in Afghanistan after Moscow's invasion in 1979. By 1984, he was running a front organization known as Maktab al-Khidamar – the MAK – which funneled money, arms and fighters from the outside world into the Afghan war.

To this day, those involved in the decision of opening the floodgates of covert funds to the 'Afghan Mujahidin' and providing them with top-level combat weaponry (watch the movie 'Charlie Wilson's War') continue to defend that move in the context of the Cold War.

Senitor Orrin Hatch, a senior Republican on the Senate Intelligence Committee making those decisions, told my colleague Robert Windrem that he would make the same call again today even knowing what bin Laden would do subsequently. "It was worth it," he said.

"Those were very important, pivotal matters that played an important role in the downfall of the Soviet Union and furthering our future agenda thereon," he added."

In the Toronto Sun issue of 14 May 2010 a news report appeared, certain extracts of which claimed:

"The London-based International Institute for Strategic Studies (IISS) is the world's leading think tank for military affairs. IISS's reports are always authoritative but usually cautious and diplomatic, sometimes dull. However, two

weeks ago the IISS issued an explosive report on Afghanistan that is shaking Washington and its NATO allies. The report, presided over by the former deputy director of Britain's foreign intelligence agency, MI-6, says the threat from al-Qaeda and Taliban has been "exaggerated" by the western powers. The US-led mission in Afghanistan has "ballooned" out of all proportion from its original aim of disrupting and defeating al-Qaeda. The US-led war in Afghanistan, says IISS, using uncharacteristically blunt language, is "a long-drawn-out disaster".

In the same year, CIA chief Leon Panetta admitted there were no more than 50 members of Al Qaeda in Afghanistan. Yet (ex) US President Barack Obama has tripled the number of US soldiers there to 120,000 to fight Al Qaeda.

The IISS report goes on to acknowledge that the presence of Western troops (NATO) in Afghanistan is actually fuelling national resistance.

Interestingly, the portion of the report overseen by the former MI-6 Secret Intelligence Service deputy chief, Nigel Inskster, finds little Al Qaeda threat elsewhere, notably in Somalia and Yemen. Yet Washington is beefing up military strikes in both turbulent nations.

It is therefore advisable for the likes of newspaper columnists and celebrated bloggers such as those mentioned in the beginning of this article to go back to school and get some lessons of the real history of the world before picking up their pens to scribe about the withdrawal of U.S. and NATO troops from Afghanistan in 2017.

***Editor's Note**: This article was first written in mid-2016. It has been amended since, in order to reflect the current situation of Afghanistan.*

امیر محترم حافظ عاکف سعید کا دورہ حلقہ ملاکنڈ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید اپنے سالانہ دوروں کے شیڈول کے مطابق 14,13 مئی کو حلقہ ملاکنڈ تشریف لائے۔ نائب ناظم اعلیٰ برائے کے پی کے محترم میجر (ر) فتح محمد بھی ہمراہ تھے۔ پروگرام کے مطابق امیر محترم ٹھیک 11 بجے بٹ خیلہ بار روم پہنچے۔ بار روم کا ہال وکلاء سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے ''نظریۂ پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ وکلاء صاحبان کی دلچسپی دیدنی تھی۔ انہوں نے موضوع کے حوالہ سے سوالات بھی پوچھے جن کے جوابات مدلل انداز میں دیئے گئے۔ پروگرام کے بعد وکلاء کی خدمت میں متعلقہ موضوع کے حوالہ سے لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں ہمارے تنظیم کے رفیق محترم فضل خدا ایڈوکیٹ نے خاصی محنت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

نماز ظہر فضل خدا کے گھر پر ادا کرنے کے بعد 4 بجے مدرسہ تبلیغ الاسلام بٹ خیلہ جو کہ ہمارے عالم دین ملتزم رفیق قاری امین سواتی کا ذاتی ادارہ ہے، میں ختم قرآن کے موقع پر امیر محترم نے سورہ العصر کی روشنی میں ''قرآن حکیم ہدایت اور راہ نجات'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ سوال وجواب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ نماز عصر کے بعد امیر محترم تیمرگرہ کے لیے عازم سفر ہوئے۔ تیمرگرہ میں تنظیم اسلامی کے بزرگ اور سینئر رفیق محترم محمد فہیم خان اپنے گھر پر قریبی ساتھیوں کے ہمراہ امیر محترم کے منتظر تھے۔ نماز عشاء اور عشائیہ کے بعد ہلکی پھلکی گفتگو کے بعد امیر محترم نے آرام کیا۔

اگلے دن حلقہ کے مرکز میں رفقاء کے ساتھ امیر محترم کی ملاقات، تعارف اور سوال وجواب کا سیشن تھا۔ جہاں ناظم حلقہ نے مقامی اُمراء ومنفرد نقباء اور مقامی اُمراء نے اپنے نقباء اور نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف کرایا۔ امیر محترم کی مختصر گفتگو کے بعد وقفہ ہوا اور اس کے بعد سوال وجواب کی نشست شروع ہوگئی۔ امیر محترم نے سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے۔ نئے رفقاء سے بیعت اور دعا کے بعد امیر محترم لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میر کارواں کو صحت اور عمر دراز عطا فرما کر ہر قسم کی تکالیف اور پریشانیوں سے اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔ آمین!

(مرتب: شاہ وارث)

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی پشاور شہر کے رفیق، ہندکو اسپیکنگ فیملی سے تعلق، عمر تقریباً 48 سال، ذاتی مکان، ذاتی ورکشاپ (ائیرکنڈیشنر، UPS، آٹومیٹک جنریٹر اور جنرل الیکٹریشن) کو عقدِ ثانی کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-9121102

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.26

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore